

صَفدر حسین شاہ

دیوانِ صفدر

(اردو)

مصنف

یقت پیر سید صفدر حسین شاہ صاحب

قادری جلوی ہزاروی

اظم کتب خانہ آستانہ عالیہ قادریہ صفدریہ

اڈا جویلی شریف (فیصل آباد)

تقریظ

زیر نظر کتاب دیوانِ صفدر شعروادب کا موجیں مارتا ہوا بحرِ ناپید کنار ہے صاحب دیوان علم وعروض کی لطافتوں سے کما حقہٗ آگاہ ہیں اور نکتہ آفرینیوں کی پر پیچ وادیوں سے اپنے راہوارِ تخیل کو نہایت سلیقے سے گزار لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں نہ صرف یہ کہ صلاحیت ہی رکھتے ہیں بلکہ وہ اپنی منزل کو پا لینے میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں حسن شعر کے علاوہ منظومات میں جو خاص بات ہے وہ مسئلہ وحدۃ الوجود کی مختلف طریقوں سے وضاحت ہے چونکہ یہ مسئلہ میرے فکرو دانش اورادراک وعقل سے بلندتر ہے اس لیے اس پر جرات اظہار کرنے سے قاصر ہوں۔

ازقلم صائم چشتی فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بکل شیی علیم

یا غوث اعظمؓ المدد

کلام معرفت ہمہ اوست دیوان صفدر

مصنف سید صفدر حسین شاہ نقوی ہزاروی پیر طریقت قادری

بے نام و نشاں جب کہ بہر شان میں آیا
سب اسم وصفت اوڑھ کے امکان[1] میں آیا
حاکم وہی محکوم وہی اور حکومت
قانون میں مضمون میں عنوان[2] میں آیا
ہد ہد وہی پیغام وہی صورت بلقیس
خود دیو و پری شکل سلیمانؑ میں آیا
موسیٰؑ وہی عیسیٰؑ وہی خود سرورؐ عالم
ہر ڈھنگ میں ہر روپ[3] میں الوان[4] میں آیا
عرفان سے جب باطن انسان کو سمجھا
صفدر یہی اللہ میری پہچان میں آیا

1۔عالم دنیا میں۔2۔دیباچہ۔3۔صورت اور جوبن۔4۔جمع۔5۔لون رنگ

ہے خدا خود آ سے مشتق[1] پیر نے سمجھا دیا
آپ ہی اپنی طرف خود آپ ہی وہ آ گیا

اس جہان رنگ وبو کو دیکھنے آیا تھا وہ
بن گیا خود ہی جہاں ساری فضا پہ چھا گیا[2]

غیر ہے نابود اس کا ازل سے اے ہم نشیں
قیس[3] بھی بن کر کہیں بن کر وہ لیلیٰ آ گیا

آپ ہی یوسفؑ بنا وہ مصر کے بازار میں
مشتری[4] کے روپ[5] میں بن کر زلیخا آ گیا

ہے اس کی شان موسیٰؑ ہو یا کہ عیسیٰؑ نبی
مصطفیٰ بن کر وہ صفدر شان سب دکھلا گیا

1۔ خدا کا اسم خود آ سے بنا ہے یعنی خود آیا ہے۔ 2۔ لاتسبو الدھر فان الدھر ھو اللہ حدیث 3۔ مجنوں
4۔ خریدار۔ 5۔ صورت

تھا جو تنزیہہ میں تشبیہ میں انساں نکلا
جلوہ گر ہو کے وہی عالم امکاں[1] نکلا

عمر بھر جس کی تجسس[2] میں پیا خون جگر
آخر الامر مرے گھر سے وہ مہمان نکلا[3]

خسرو[4] حسن بنا دید کی اب تاب کہاں
ہر نئی شکل میں وہ حشر بداماں نکلا

نہ تسلی نہ دلاسا[5] نہ کہیں دل کو سکوں
ہائے وہ آفت جاں فتنۂ دوراں نکلا

مسجد و دیر و کلیسا و حرم اے صفدر
حق نگر آنکھ میں اک جلوہ جاناں[6] نکلا

1۔ عالم دنیا۔ 2۔ تلاش۔ 3۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ 4۔ بادشاہ۔ 5۔ تسلی تسکین۔ 6۔ معشوق ازلی

صفات مختلف میں خود خداوند جہاں آیا
نہاں جو تھا کبھی وہ آج عالم میں عیاں[1] آیا
سنائی لن ترانی حضرت موسیٰؑ کو جس نے
دیار حسن میں وہ اب منا کر سب گماں آیا
کبھی سادہ لباس اندر کبھی رنگیں لباس اندر
دکھانے کو جمال اپنا بہ شکلِ مہوشاں[2] آیا
مقام جمع میں مطلوب[3] ہے تفصیل میں طالب[4]
محبّ محبوب دونوں کی صفت کے درمیاں آیا
اسی نے کہہ دیا صفدرؔ انا عرب بلا عین
وہی بے میم احمدؐ زینت کون و مکاں آیا

1۔ ہوا ظاہر۔ 2۔ حسینان۔ 3۔ مرتبہ حق اصطلاحات صوفیہ۔ 4۔ مرتبہ خلق اصطلاحات صوفیہ۔

صورت[1] میں آ کے یار نے سب کچھ بتا دیا
وحدت کا راز فاش بکثرت دکھا دیا
احول[2] نہ کر تلاش عبث اسما[3] کو پڑھ
اہل بصر[4] سے یار نے پردہ اٹھا دیا
غیب و حضور[5] سے ہوا وہ جلد باخبر
سامان و رخت[6] عقل کا جس نے جلا دیا
حسن ازل کو غورے[7] سے ہر دم بتوں[8] میں دیکھ
حق نے بتوں کو آئینہ[9] اپنا بنا دیا
جس علم کے لیے ہوا موسیٰؑ رفیق خضرؑ
مرشد نے ایک حرف میں صفدرؔ پڑھا دیا

1۔ یعنے صورت انبیاء و اولیاء میں۔ 2۔ اے بھینگا حرف ندا محذوف۔ 3۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ 4۔ اہل حق ہے
5۔ یعنے غیب و حاضر ہے۔ 6۔ اسباب۔ 7۔ اے مخاطب۔ 8۔ انسانی صورتوں میں۔ 9۔ الانسان مرآۃ الرحمن

وہ کنز غیب[1] یہاں عالم ظہور بنا
بتوں میں نازوادا شوخی و سرور بنا
نہیں اس کے سوا کوئی دونوں عالم میں
وہ خود کلیم و تجلی و برق و طور بنا
اسی کے نور[2] سے ہر ذرہ جہاں روشن
طلوع شمس و قمر خزاں کا نور بنا
وہی ہے پیر مغاں میکدہ و پیمانہ
شراب نوش وہی بادہ ظہور بنا
وہی ہے عاشق و معشوق و عشق اے صفدرؔ
وہ صفتِ حُسن میں آ کر عجب سرور بنا

1۔ یعنی کنت کنزاً مخفیاً پوشیدہ خزانہ۔ 2۔ اللہ نور السموات والارض

ھوالاول ھوالاخر بتا پیغام[1] ہے کس کا
ھوالظاہر ھوالباطن بتا اے خام[2] ہے کس کا
وہ مطلق ہے مقید[3] عرش پر واعظ[4] کیا تو نے
تعینات کے عالم میں چرچا عام[5] ہے کس کا
نہ کر شکوہ زماں کا **لاتسبوالدھر**[6] پڑھ غافل
سمجھ اس کی حقیقت کو کہ عالم نام ہے کس کا
ترا آئینہ[7] دل جامِ جم سے کم نہیں ہرگز
نظر آتا ہے[8] جس دل میں خدا وہ جام[9] ہے کس کا
اسی کا حسن آتا ہے نظر ہر شے میں اے صفدرؔ
بتوں کے عشق میں تجھ کو جلایا کام ہے[10] کس کا

1۔ اے مخاطب۔ 2۔ اے خام آدمی۔ 3۔ قید۔ 4۔ اے واعظ۔ 5۔ شہرت و ذکر۔ 6۔ زمانہ لاتسبوا الدھر فان الدھر ھو اللہ حدیث۔ 7۔ اے انسان۔ 8۔ قلب المومن بیت الرب۔ 9۔ اے غافل تیرا ہی تو ہے۔ 10۔ اسی کا ہے۔

ہر طرف جلوہ گر خدا دیکھا
کہیں سلطاں کہیں گدا دیکھا

کہیں وہ میکدہ میں ساقی ہے
کہیں میکش[1] بنا ہوا دیکھا

مختلف ہیں زبانیں عالم میں
ہر زباں پہ وہ بولتا دیکھا

کہیں معشوق ہے کہیں عاشق
کہیں وہ آپ پر فدا دیکھا

کہیں واعظ کہیں وہ زاہد ہے
ہر صفت میں ملا جلا دیکھا

کہیں نغمہ سرا ہے محفل میں
کہیں سازوں پہ ناچتا دیکھا

کہیں اول کہیں وہ آخر ہے
کہیں ظاہر کہیں خفا[2] دیکھا

کہیں مُرشد کہیں مُرید بھی ہے
غیر اس کا سدا فنا دیکھا

ہے وہ ظاہر بتوں کی صورت پہ
ہر ادا میں اسے سجا[3] دیکھا

دو کا ملنا ہے شرک اے صفدرؔ
ایک ہی ایک سے ملا دیکھا

1۔شرابی۔2۔چھپا۔3۔آراستہ

ہر وقت کردگار[1] کو دم ساز دیکھنا[2]
ہر روز[3] اس کا اک نیا انداز دیکھنا

تیرے ہی دل کی وادی ایمن[4] میں ہے نہاں
دل پہ لگا کے کان کو آواز دیکھنا

اس کائنات حسن کی زینت اسی سے ہے
ان مہوشوں[5] میں غمزہ غماز دیکھنا

پورا ہے سب میں اور کسی میں وہ کم نہیں
سر سے بپاوہی[6] ہے یہی راز دیکھنا

ہے مرشدوں کے واسطے صفدرؔ یہ قال ہے
لیکن یہ حال[7] ہے کوئی ہمراز دیکھنا

1۔یعنی معشوق حقیقی کو یعنی خدا اور ساتھی و رفیق۔2۔دم محکم یا ہمدم۔3۔کل یوم ھو فی شان۔4۔اے مخاطب۔
5۔موسیٰ کوہ طور کے دائیں طرف کا جنگل استعارہ۔6۔حسینان۔7۔پاؤں۔8۔یعنی یہ کلام مذکورہ بالا۔

جسمِ آدم روح سے جس دم فروزاں[1] ہو گیا
دیکھ کر صانع اسی صنعت پہ قرباں ہو گیا

علم اسما[2] کا سے عالم بنایا ذات[3] نے
پھر خلافت بخش دی شایانِ ہر شاں[4] ہو گیا

مخزنِ[5] اسرار ربانی بنا آدم صفی
متصف اوصاف رحمانی سے سلطاں ہو گیا

سجدۂ تعظیم سے اس کو نوازا اس لیے
خود اسی صورت[6] پہ جلوہ گر وہ رحماں[7] ہو گیا

علتِ غائی[8] جہان خلق ہے صفدر یہی[9]
اپنی اصلیت[10] کو جب سمجھا تو یزداں ہو گیا

1۔ روشن وتاباں۔ 2۔ یعنی علم آدم الاسما کلھا۔ 3۔ یعنی خدا کی ذات نے۔ 4۔ یعنی لائق ہر شان۔ 5۔ خزانہ۔ 6۔ صورت آدم پر۔ 7۔ خدا۔ 8۔ اصل غرض وغایت۔ 9۔ یعنی آدم۔ 10۔ آدم کا باطن ہے۔

ایک ہی نظر آیا جب خویش و بیگانہ[1] ملا
گاہے فرزانہ[2] ملا وہ گاہے[3] دیوانہ ملا

نام ہی سن کر کیئے زاہد نے سجدے آج تک
جس کو وہ سمجھا ہے پنہاں[4] بے حجابانہ[5] ملا

شیخ بیٹھا ہے حرم میں حرم سے واقف نہیں
بندگی کا راز پایا جب صنم خانہ[6] ملا

غیر حق کا وہم جب دل سے دیا میں نے مٹا
پھر بلا تاخیر مجھ کو قرب جانانہ[7] ملا

میں نشہ میں جھومتا پھرتا ہوں بے خوف و خطر
بے خودی بڑھتی گئی کیا ذوق مستانہ[8] ملا

جرم صفدر عشق کی دیوانگی نے دھو دیئے
خانماں برباد کو آباد کاشانہ[9] ملا

1۔ یکساں ہونا واقف یعنی اپنا اور اجنبی۔ 2۔ دانا۔ 3۔ ہر دو صفات اسی کی ہیں۔ 4۔ پوشیدہ۔ 5۔ جو ظاہر۔ 6۔ عالم ظہور
7۔ محبوب حقیقی یعنی خدا۔ 8۔ لطف وحظ۔ 9۔ گھر۔

جنت کی ہوس[1] دل میں نہ رکھ اس سے گزر جا
اس یار[2] کی اس دہر[3] میں تو پا کے خبر جا
آلودہ نہ کر روح و بدن گردِ گنہ سے
کندن کی طرح[4] عشقِ الٰہی سے نکھر جا
چھائے ہوئے ہیں وہم[5] کے دنیا پہ اندھیرے
تو مہرِ حقیقت کی ضیا بن کے نکھر جا
کیا زاہد و واعظ کی نصیحت سے تجھے کام
تو یار کا ہر ناز و[6] ادا بن کے سنور جا
تو ڈھونڈ نہ صحرا میں اسے اے مرے ہمدم[7]
دیکھ اپنی ہی صورت پہ اسے لوٹ کے گھر جا
ملتی ہے در پیر سے ہی راہِ ہدایت
جا بیٹھ اسی در پہ ادھر جا نہ ادھر جا
اے یار اگر چاہتا ہے اپنی بقا تو
صفدؔر کی طرح موت سے تو پہلے[8] ہی مرجا

1۔اے مخاطب جنت مخلوق ہے 12 حرس۔2۔یعنی خدا۔3۔زمانہ۔4۔چمکیلا و خالص سونا۔5۔وسوسہ۔6۔ادا یعنی محبوبانہ حرکت۔7۔اے دوست و رفیق۔8۔موتوا قبل ان تموتوا یعنی اپنا ہونا ثابت نہ کر۔

کیا طرفہ[1] تماشہ[2] ہے تری جلوہ گری کا
ہر ایک مسخر[3] ہے تری جادو گری ہے
ظاہر ہوا تو صورتِ انساں پہ آ کر
سب راز ہوا فاش[4] تری کاریگری کا
جلتا ہوں ترے عشق کی آتش میں شب و روز
کچھ پاس[5] ہو اب تو مری آشفتہ سری[6] کا
ہر ذرے سے تجھے دیکھتا ہوں بن کے گدا گر
ہے ڈھنگ نرالا میری دریوزہ گری[7] کا
حاجت نہیں بیمارِ محبت کو دوا کی
تو بھی اسے محتاج نہ کر چارہ گری[8] کا
زاہد دل و جاں سے ہے فقط حور کا عاشق
عاشق ترا مشتاق[9] نہیں حور و پری کا
تو روزِ ازل سے ہی مرے ساتھ رہا ہے
احسان ہے صفدؔر پہ ترا ہم سفری کا[10]

1۔اے خدا۔2۔نظارہ۔3۔یعنی مطیع۔4۔ظاہر۔5۔لحاظ۔6۔پریشانی و دیوانگی و عاشق کا۔7۔گداگری۔8۔علاج
9۔خواہش مند۔10۔پائے صفدری ہم سفر ہونے کا

ازل کے روز سے مجھ کو بتوں[1] سے پیار رہا
خیال حسن پرستی گلے کا ہار رہا

خدا ہی جلوہ نما ہے بتوں کی صورت پر
مگر وہ عام کی آنکھوں سے پردہ دار رہا

جہاں جہاں سے گزر کر گیا ہوں اے ہمدم[2]
وہی یمین رہا ہے وہی یسار[3] رہا

حرم میں شیخ حرم نے عمر بسر کر دی
دوئی سے بچ نہ سکا تو گنہ گار رہا

وہی ہے پیر مغاں اس میں شک نہیں صفدر
نظر سے نظر ملی عمر بھر خمار[4] رہا

1۔یعنی انسانی صورتیں۔2۔اے مخاطب دوست۔3۔بائیں۔4۔نشہ

بے صورتی[1] ہے صورت پرست[2] ہو جا
ہے خاص حق پرستی تو بت پرست[3] ہو جا

محتاج جام و مینا[4] سے عشق کی نہیں ہے
آنکھوں کی رہ سے پی کر تو رند مست ہو جا

خود ہی الست بولا خود کہہ[5] دیا بلیٰ بھی
اس راز کو سمجھ کر واقف الست ہو جا

تیرا ٹھکانہ ابدی لاہوت[6] ہے برادرے
ناسوت[8] سے گزر کر خود راز ہست ہو جا

ہر قال سے گزر کر بن مرد حال صفدر
تو پیش پیر کامل چوں[9] خاک پست ہو جا

1۔اے مخاطب۔2۔صورت از بے صورتی آمد پدید مولانا روم۔3۔پیر کی صورت کا۔4۔بوتل شراب کی۔5۔ہم خود الست گفت او ہم خود بلیٰ بگفت قول عارف۔5۔عالم روح و عالم ذات۔6۔اے برادر۔7۔عالم اجسام و دنیا۔8۔مانند

اسی انسان کو علم الیقین عین الیقین دیکھا
اسی کو انفس و آفاق میں حق الیقیں دیکھا
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ ہے یہی انساں
اسی کو زہراؓ و حسنینؓ و ختم المرسلینؐ دیکھا
یہی ہے بغض و کینہ حسد[1] سے پاک دل صوفی
یہی حاسد کی صورت میں سراپا بغض وکیں[2] دیکھا
اسی کو جامع الضدین کہتے ہیں سبھی عارف
اسی کو آتش سوزاں ہوا و ماوطیں[3] دیکھا
دیا جب پیر کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ اے صفدرؔ
خدا و مصطفیٰؐ پھر پیر کو اے ہم نشیں[4] دیکھا

1۔ یہ سب صفات انسان کی ہیں۔ 2۔ کینہ۔ 3۔ چار عناصر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ 4۔ یعنی دید پیر دید کبریا مولانا رومؒ

مظہر جامع[1] ہے رتبہ حضرت انسان کا
سارا قرآں ہے بیاں اس ناطق قرآن کا
عالم کون و مکاں سے پیش علم حق میں تھا[2]
اب یہی مذکور و ذاکر نور ہے امکان[3] کا
رویت[4] اللہ ہے یہی میرے لیے اے دوستو
ہر گھڑی دیدار حاصل ہو مجھے خوبان کا
پیر کامل کا تصور ہے تصور ذات کا
حیف[5] ہے اس پر کہ جو واقف نہیں عرفان[6] کا
المدد یا غوثؓ صفدرؔ ہے مرا ورد زباں
غوث اعظمؓ ہیں فقط کعبہ مرے ایمان کا

1۔ مظہر جامع اسماء وصفات۔ 2۔ انسان یعنی اعیان ثابتہ میں۔ 3۔ عالم دنیا۔ 4۔ دیکھنا۔ 5۔ یعنی افسوس۔ 6۔ معرفت۔
[illegible]

حق پرستی میں کبھی دل کا سہارا نہ ہوا
بت پرستی کے سوا حق کا نظارا نہ ہوا
جس کو تو دور سمجھتا ہے ہمیشہ زاہد
وہ ہے اقربِ رگِ گردن سے اشارا نہ ہوا
ہر طرف دیکھ جمال[1] اس کا نظر آتا ہے
پردہ چہرے پہ سدا اس کو گوارا نہ ہوا
قل ہو اللہ احد[2] باطن انساں نکلا
جب یقیں ہو گیا پھر وہم دوبارا نہ ہوا
ہے حقیقت میں خدا ہی مرا مرشد صفدرؔ
سر دیا دھن دیا پھر اس سے کنارا نہ ہوا

1۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ 2۔ قول شیخ اکبر محی الدین

مقام عشق میں ایسا بھی اک مقام آیا
جہاں ایاز کا محمود بھی غلام آیا
خدا کے نام کو پڑھتے ہوئے ہوئی مدت
مگر وہ باطن انسان کا ہی نام آیا
مسمّیٰ[1] اسما خود کو پا لیا میں نے[2]
یہی تھا مرتبہ اعلیٰ جو مرے کام آیا
بنا ہوں حضرت انسان مظہر جامع[3]
جو راز علتِ غائی[4] تھا مجھ پہ تمام آیا[5]
جب اپنے آپ کو دیکھا صفاتِ عالم میں
ملائکہ کی طرف سے مجھے سلام آیا
کسی مقام پہ ساکن نہیں ہوں اے صفدرؔ
قیام ہی تو مرے واسطے حرام[6] آیا

1۔ اطراف۔ 2۔ اطراف الیٰ تمام عارفوں نے انسان کو ہی لکھا ہے۔ 3۔ یعنی مظہر اسماء و صفات۔ 4۔ اصل غرض و غایت ظہور
5۔ پورا تمام مکمل 6۔ السکون حرام علی اولیاء اللہ۔

مقام حیرت محمودہ

پیا جب سے بادہ عشق[1] کو نہ خبر رہی نہ پتا رہا
ہوا علمِ دنیا سے دل صفا نہ لکھا رہا نہ پڑھا رہا
مجھے حشر و نشر کا غم نہیں مجھے خیر و شر کی خبر نہیں
یہاں وصل و ہجر کا کام کیا نہ ملا رہا نہ جدا رہا
نہ تمیز حق کی رہی کہیں نہ تمیز خلقی وجود کی
ہوا گزر مرگ و حیات[2] سے نہ بنا رہا نہ مٹا رہا
کیا بے خودی نے نشہ عطا وہ نشہ کہ جسکا بیاں نہیں
ہوا مست و بے خود اس طرح نہ خیالِ صبح و مسا رہا
نہ حرم کدہ کا رہین ہوں نہ صنم کدہ[3] کا مکین ہوں
نہ پتا کہ صفدؔر کون ہے نہ خودی رہی نہ خدا رہا

1۔ مادہ مذکر ہے لغت میں۔ 2۔ یعنی دونوں۔ 3۔ کدہ اسم ظرف مکاز ہین بمعنی رہن و گردی۔

فرشتوں کو مری خلوت تلک جایا نہیں جاتا
میں سِرِّ ذات[1] ہوں جو فاش بتلایا نہیں جاتا
جہانِ عشق کی تعلیم[2] سے ہر کس نہیں واقف
یہ ہے وہ علم جو مکتب میں سمجھایا نہیں جاتا
اگرچہ آدمؑ و ابلیس کا قصہ ہے قرآں میں
مگر یہ تذکرہ توحید[3] میں پایا نہیں جاتا
تو اپنی شان اے ناداں[4] فقط بندہ سمجھ بیٹھا
خدا باطن ہے تیرا جس کو جھٹلایا نہیں جاتا
اسی صفدؔر کی میں کرتا رہا ہوں جستجو اب تک
مگر یہ صید دامِ عقل میں لایا نہیں جاتا

1۔ الانسان سری وانا سیرہ۔ 2۔ مضاف الیہ۔ 3۔ جہاں ذات ہے۔ 4۔ یعنی اے مخاطب۔

خرد[1] سے جب کبھی پوچھا تو الٹا ہی جواب آیا
جنون عشق ہی منزل بمنزل[2] کامیاب آیا

زمیں پر خُلد کا دھوکا بنا میری نگاہوں میں
جہاں میں جب خدا خود آپ ہی بن کر شباب[3] آیا

گریباں چاک داماں چاک فوراً کر دیا میں نے
خوشی میں بھی مجھے اس وقت رونا بے حساب آیا

نہ دنیا ہی رہی دل میں نہ عقبیٰ کا خیال آیا
اسی حیرت سے میری روح میں اک انقلاب[4] آیا

بھڑک اٹھی نئی اک آگ جسم و جاں[5] میں اے صفدرؔ
مرا جب اس صنم کے عاشقوں[6] میں انتخاب آیا

1۔ عقل۔ 2۔ یعنی ہر منزل میں۔ 3۔ جوانی۔ 4۔ الٹ پلٹ۔ 5۔ روح۔ 6۔ معشوق حقیقی۔

عام کہتے ہیں جسے بندہ وہ مولا[1] نکلا
قطرہ کہتے ہیں جسے عین[2] وہ دریا نکلا

حسن اس صورت انسان کو کہتے ہیں مگر
عشق اس صورت انسان کا معنی نکلا

لوح محفوظ ہے دل اور قلم[3] روح و رواں[4]
نفس کرسی ہے بدن عرش معلی نکلا

جس[6] کو شیطان نے سجدہ نہ کیا اے ہمدم[5]
وہ فرشتوں کے لیے ذات[7] سراپا نکلا

اپنے باطن کو خدا جان لیا جب صفدرؔ
پھر جدھر دیکھا ادھر اپنا تماشا[8] نکلا

1۔ اولا باطن ہی۔ 2۔ خاص۔ 3۔ دل مرتبہ لوح محفوظ ہے۔ 4۔ دونوں لفظوں کا معنی روح ہے قلم مرتبہ روح ہے۔ 5۔ نفس مرتبہ کرسی ہے جسم مرتبہ عرش ہے قرآن العارفین میں دیکھیں امام حسینؑ نے بدن کو عرش کہا ہے۔ 6۔ یعنی آدم کو
7۔ آدم باطن میں۔ 8۔ نظارہ۔

جب[1] تک خیال غیر کا دل[2] سے نہیں مٹا
بے سُود[3] صوم[4] و سجدہ ترا بھی نہیں روا

اے ہم نشین اسم و مسمّی کو ایک جان
پھر خود سے خود ملا ہے وہی جو نہیں ملا

پہنچا ہوں آج قُرب کے میں اس مقام پر
جس میں پکارنا بھی خدا[5] کو نہیں بجا[6]

پاتا نہیں ہے موت سے ہرگز بشر نجات
جب تک کہ اپنی موت[7] سے پہلے نہیں مرا

جس پر نگاہ مرد[8] کی صفدرؔ نہیں پڑی
اس پر خدا کے فیض کا در ہی نہیں کھلا

1۔ اے مخاطب۔ 2۔ جو عقل میں غیر سمایا ہوا ہے۔ 3۔ اے مخاطب۔ 4۔ روزہ۔ 5۔ اونچا اور زور سے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ 6۔ درست بجا۔ 7۔ موتوا قبل ان موتوا۔ 8۔ یعنی ولی

میدان عشق ہے یہاں ہمدم[1] سنبھل کے آ
یہ ہے حریم یار[2] یہاں سر سے چل کے آ

ہوگا سفر بھی سہل مگر ایک شرط پر
پہلے سفر سے غیر کی ہستی کچل کے آ

ہو گا وصالِ یار میسر بھی ایک دن
لیکن گدازو سوز کی بھٹی میں جل کے آ

ارض و سما کا نور خدا ہے بلاشبہ
تو بھی اسی کے نور کے سانچے میں ڈھل کے آ

آتا نہیں نظر سے نظر یار کا جمال
صفدرؔ مگر نظر کو بصر سے بدل کے آ[3]

1۔ گہرا دوست۔ 2۔ محبوب کے رہنے کی جگہ۔ 3۔ نظر خلقی ہے یعنی ظاہری نظر ہے۔ بصر حقی ہے یعنی بصر باطنی

عرب سے جب عین کو اٹھایا تو اس گھڑی عین رب کو دیکھا
اٹھایا احمدؐ سے میم کو جب احد جناب عرب کو دیکھا
زمیں سے عرش بریں تلک جب بغور دیکھا ظہور سارا
تمام ظہور محمدیؐ ہے انہیں کی صورت پہ سب کو دیکھا
حضورؐ آقا ہیں اسم اعظم [1] تمام عالم کا روح اعظم
سراپا رحمت و جود ان کا وہاں نہ قہر و غضب کو دیکھا
چھپا ہوا ہے فنا فی الشیخ میں فنا فی الرسول یارو
ہے آگے اس کے فنا فی اللہ وہاں نہ حسب و نسب کو دیکھا
مٹا کے صفدرؔ دوئی کا خدشہ [2] مقام وحدت میں جب گیا میں
وہاں نہ دنیا وہاں نہ عقبیٰ وہاں نہ دن کو نہ شب کو دیکھا

1۔ قول ابن عربی شیخ اکبر۔ 2۔ دوئی۔

خدا کا جلوہ میں نے ہر گل و گلزار میں دیکھا
لباس پھول میں پتے میں نوک خار میں دیکھا
شمع پر اس لیے جل جل کے مر جاتے ہیں پروانے
کہ پروانوں نے جلوہ یار کا اس نار میں دیکھا
فنا لیلیٰ میں ہو کر قیس [1] سارا بن گیا لیلیٰ
تو پھر لیلیٰ لیلیٰ سے در و دیوار میں دیکھا
لگائی تیغ لا [2] کی ضرب جب سے غیر کے سر پر
تو الا اللہ کو پھر کوچہ [3] و بازار میں دیکھا
وہی جلوہ جو موسیٰؑ کو دکھایا طور پر حق نے
وہ صفدرؔ نے بتوں کے چہرہ و رخسار میں دیکھا

1۔ مجنوں۔ 2۔ لاموجود الا اللہ۔ 3۔ جلوہ ہر صورت۔

کوہ و صحرا و بحر و بر[1] دیکھا — کوچہ کوچہ و در بدر دیکھا
تو ہی[2] ہر رنگ میں نظر آیا — غور سے جب ادھر ادھر دیکھا
جس طرف بھی کیا سفر میں نے — تجھ کو اے یار ہم سفر دیکھا[3]
تجھ کو خلوت میں اور جلوت میں — ہم نشیں اپنا سر بسر[4] دیکھ
حج اکبر کیا ہے صفدرؔ نے — تجھ کو جب اپنا راہ بر دیکھ

فاش[5] جس پر خدا کا راز ہوا[6] — وہ زمانے میں سرفراز[7] ہو
ہو گئی معرفت[8] جسے حاصل — دونوں عالم سے بے نیاز[9] ہو
کیا ہی اعلیٰ ہے مرتبہ اس کا — جس کو معراج با نماز ہو
جس کو بخشی ہے عشق نے پرواز[10] — لامکاں کا وہ شاہباز ہو
ذکر حق میں جو محو ہے صفدرؔ — حمدللہ وہ پاکباز ہوا[11]

1۔ دریا جنگل۔ 2۔ اے خدا۔ 3۔ وھو معکم اینما کنتم۔ 4۔ ظاہر۔ 5۔ الانسان سری وانا سرہ۔ 6۔ بے پروا۔
7۔ اذان۔ 8۔ ایماندار صاحب دل

قد مرا شجر ہے دل وادی ایمن میرا[2]
میں وہ موسیٰ ہوں[3] کہ حق[4] روح مری من[5] میرا
نور کا نور ہوں نہ پنبہ[6] و روغن نہ چراغ
ہر تعین میں وہی نور[7] ہے روشن میرا
زاہد و پوچھتے ہو مجھ سے سکونت[8] میری
لامکانی ہوں مکاں آج ہے مسکن[9] میرا
اپنے باطن[10] کو مرا سجدہ سدا[11] ہوتا ہے
پا سکے راز نہ یہ شیخ برہمن میرا
نہ مذمت سے غمی ہے نہ ثنا سے ہے خوشی
دونوں اوصاف سے بس پاک ہے دامن میرا
جس کو احباب مرے ڈھونڈتے ہیں اے صفدرؔ
میں وہ بے رنگ ہوں ہر رنگ تلون میرا[12]

1۔ استعارہ۔ 2۔ کوہ طور کے دائیں طرف کا جنگل۔ 3۔ استعارہ یعنی سالک ہوں۔ 4۔ خدا۔ 5۔ دل۔ 6۔ روئی۔
7۔ آرزوئے ذات۔ 8۔ مونث۔ 9۔ مذکر۔ 10۔ انسان کا باطن حق ہے قول تمام عارفین کا۔ 11۔ ہمیشہ۔ 12۔ باطن
میں بے رنگ ہوں ظاہر میں رنگ ہوں یہ دونوں مرتبے انسان کے ہیں اور طرح طرح قسم قسم کے رنگ

جو زمین اور زمان کی وسعت میں بھی نہ سما سکا
مرے دل میں آ کے سما گیا جو کسی جگہ نہ سما سکا

اسے ہر حسین کی شکل پہ یہاں دیکھتا ہوں بلا خطر
سرِ طور جس کے جلال کی وہ کلیمؑ تاب نہ لا سکا

جو پلائی جاتی ہے آنکھ سے وہ شراب حسن ازل کی ہے
میں کہوں تو کور کو کیا کہوں نہ وہ پی سکا نہ پلا سکا

مری ہے نماز یہ دمبدم وہی یار از سر تا قدم
یہ نماز زاہدا عمر بھر نہ تُو پڑھ سکا نہ پڑھا سکا

مجھے عشق نے کیا ہے عطا وہ مقام اے صفدرؔ جسے
نہ تو عقل خلق[1] کی پا سکی نہ تو علم خلق کا پا سکا

1۔ یعنی اس مقام کو

گیا ہوں عالم وحدت میں [1]خرمن پھونک کر اپنا
بڑی مشکل سے ہے یہی سیرو سفر اپنا

تمامی نسبتوں کی قید سے ہے پاک یہ عالم
تعینات کی حدوں سے آگے ہے گزر اپنا

یہاں گبرو مسلماں کافر و مومن نہیں دیکھا
نہ کعبہ ہے نہ بت خانہ نہ ایمان و کفر اپنا

دوئی میں زہد اے زاہد بلاشک شرک اعظم ہے
کہاں یہ زہد کی پستی کہاں سراوج پہ اپنا

کلیم طور پر عرفاں ہوں ضیا ہے میرے باطن میں
منور کر دیئے جس نے اندھیرے ہے صدر اپنا

ہے مجھ میں شبلیؒ و منصورؒ جیسی روح اے صفدرؔ
انا الحق یا ہو سبحانی ہے قصہ سر بسر اپنا

1۔ یعنی ہستی موہوم کا خرمن۔ 2۔ بلندی۔ 3۔ استعادہ مضاف الیہ۔ 4۔ سید۔

عشق[1] جب تیرا رہنما ہو گا
تجھ کو منزل کا پھر پتا ہو گا
عشق بخشے گا آگہی تجھ کو
جو چھپا ہے وہ برملا[2] ہو گا
سرِ حق تجھ پہ منکشف ہو گا
جُزو و کُل سے تو آشنا ہو گا
اَینَما پر[3] نظر پڑے گی تری
غیر سے دل ترا صفا ہو گا
پھر تجھے اپنی[4] بھی خبر ہو گی
آپ پر آپ تو فدا ہو گا
تو ہے عابد بشکل اے صفدرؔ
اپنا باطن[5] بتا کہ کیا ہو گا

1۔ اے سالک۔ 2۔ سامنے۔ 3۔ یعنی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ 4۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔
5۔ یعنی حق۔

کر دیا عشق نے غنی قلب کو جگمگا دیا
جو نہیں دیکھا تھا کبھی عشق نے وہ دکھا دیا
عقل[1] کا مشورہ نہ لے عشق کے مدرسہ میں آ
دفترِ غیب عشق نے مجھ کو یہاں پڑھا دیا
عشق کی رہبری سے میں منزلِ عشق میں چلا
جب کہیں رک گیا قدم عشق نے پھر اٹھا دیا
عشق بلند بال[2] وہ لے کے اڑا کہاں مجھے
ڈھونڈتھکا تھا جس کو میں مجھ کو وہی بنا دیا
عشق مرا وجود ہے[3] حسن میری نمود ہے[4]
دونوں ہی میرے نام ہیں[5] صفدرؔ[6] یہ بتا دیا

1۔ اے مخاطب۔ 2۔ مترادف۔ 3۔ العشق ھو الذات قول شیخ اکبر۔ 4۔ نمود معنی شان و خوبی الفت۔ 5۔ یعنی عشق و حسن
6۔ اے صفدرؔ

خانۂ دل[1] کو خدا کے راز کے قابل بنا
روح کے سیمرغ کو پرواز کے قابل بنا
خلق و حق دونوں مراتب[2] کا امانت دار بن
ظاہر و باطن کو اس اعزاز[3] کے قابل بنا
رنگ درویشی میں تیری شان تب ہو گی بلند
حال اپنا رُوم کے شہباز[4] کے قابل بنا
ابتدا و انتہا سے ہے جدا جس کا مقام[5]
تو بھی اپنی سیر اس ہمراز کے قابل بنا
کب تلک بہلائے گا دل کو زبانی ذکر سے
خود کو اے صفدرؔ تو سرّی ذکر کے قابل بنا[6]

1۔ اے سالک۔ 2۔ اپنے ظاہر کو خلق سمجھ اور اپنے باطن کو حق سمجھ۔ 3۔ یعنی عزت۔ 4۔ یعنی مولانا رومؒ۔ 5۔ یعنی جس کی یعنی کوئی حد نہ ہو۔ 6۔ الانسان سری وانا سرہ۔ حدیث قدسی۔

یار کے اسرار[1] کا حامل مرا سینہ ہوا
علم باطن کا مرا دل خاص گنجینہ ہوا
ذات نے چاہا کہ دیکھے حسن اپنے کی جھلک[2]
واسطے اس کے فقط انسان[3] آئینہ ہوا
دلق[4] آدم پہن کر جب[5] آ گیا امکان[6] میں
عاشقوں کا حج اکبر روزِ آدینہ[7] ہوا
عشق سے خالی رہا ہے شیخ کعبہ آج تک
حُور کی چاہت[8] میں اس کا جبّہ پارینہ[9] ہوا
پیر میخانہ[10] سے صفدرؔ ایک ساغر جب پیا
پھر فرشتوں کا جہاں ادنیٰ مرا زینہ[11] ہوا

1۔ یعنی سرّی۔ 2۔ روشنی و چمک۔ 3۔ الانسان مرآۃ الرحمن۔ 4۔ گدڑی۔ 5۔ یعنی خدا۔ 6۔ عالم امکان۔ 7۔ جمعہ کا دن
8۔ خواہش اور محبت۔ 9۔ پرانا اور بوسیدہ۔ 10۔ مراد پیر طریقت۔ 11۔ سیڑھی

عشق کے فیض نے ہر قید سے آزاد کیا
حسن کے رنگ نے ہر رنگ میں دل شاد[1] کیا
رو دیا میں نے حضوری میں نہ دوری سمجھو
اپنے ہی درد نے آمادہ[2] فریاد کیا
وصل سے غرض نہیں ہجر سے کچھ کام نہیں
میں نے دونوں کو کسی وقت نہیں یاد کیا
ہے مرے واسطے اس روز سے تسکینِ حیات
جب سے آفاق نیا آپ[3] سے ایجاد کیا
مجھ کو الہام ہوا ذات[4] نے یہ فرمایا
میں ہی صفدر[5] ہوں نہ تو ہے یہی ارشاد کیا[6]

1۔ خوش و خرم۔ 2۔ تیار۔ 3۔ جہاں و زمانہ اپنے آپ سے۔ 4۔ یعنی خدا۔ 5۔ تو صفدر نہیں۔ 6۔ ارشاد بمعنی ہدایت کرنا راہ دکھانا۔

خودی[1] کی رمز نہاں[2] کو فقیہ پا نہ سکا
ہزار جُہد[3] سے وہ اس جہاں[4] میں آ نہ سکا
خودی حیات ہے میری اسی سے ہوں زندہ
فرشتہ موت کا بھی اب جسے مٹا نہ سکا[5]
اگرچہ شکر[6] کی حالت میں رہتا ہوں ہر دم
تو پھر بھی راز خودی دل سے میں بھلا نہ سکا
زباں پہ آیتِ اِیَّاکَ نَعْبُد لیکن
صنم[7] کے پاؤں پہ سر رکھ کے میں اٹھا نہ سکا
خدا نے قلب[8] میں صفدرؔ یہ کہدیا مجھ کو
میں پردہ پوش تھا لیکن تو کیوں چھپا نہ سکا

1۔ یہ خودی رحمانی ہے۔ 2۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ 3۔ جہد بمعنی کوشش اور جہد مشقت لغت میں۔ 4۔ یعنی خودی کے عالم میں۔ 5۔ شکر اور محو دو مقام ہیں۔ 6۔ صنم سے مراد مرشد ہے۔ 7۔ یعنی دل میں۔

حق پیرِ مغاں[1] ہاتھ میں پُر جام[2] نکل آیا
فردا کا گماں میرے لئے خام نکل آیا

باطن میں تو ہر نام و نشاں سے ہے مُنزّہ[3]
ظاہر میں پکارا تو ہر نام نکل آیا

جب غیر کی ہستی کا گماں دل سے اُٹھایا
فوراً ہی مِرا نام دِلآرام[4] نکل آیا

جس عِشق کو کہتے تھے ہم دردو بلا[5] لیکن
آسان اُسی عشق سے ہر کام نکل آیا

ایمان کی سب دولت اُس کُفر[6] پہ قرباں ہو
جس کُفر سے اَے صفدرؔ اِسلام نکل آیا

1- خدا ای پیر طریقت ہے 2- عشق کی شراب سے بھرا ہوا لے کر آیا 3- پاک یعنی منزہ 4- معشوق 5- یعنی دکھ
6- صوفیوں کے نزدیک کفر کا معنی اپنی موہومہ ہستی کو خدا کی ہستی میں چھپا دینا ہے

مقالمہ باعشق

خراب حال ہے اے عشق دل طپیدوں کا
کہ جز ترے نہیں درمان[1] آب دیدوں کا[2]

تری شمع پہ وہ جلتے ہیں مثل پروانہ
نہ گور ہے نہ کفن ہے ترے شہیدوں کا

فغاں سنی ہے کبھی تو نے درد مندوں کی
کبھی خیال بھی آیا ستم رسیدوں کا

وہ پی کے خون جگر بھی گلہ نہیں کرتے
عجب مقام[3] ہے عُشاق خوں چکیدوں کا

تجھی پہ جان ہے صفدرؔ کی ہر گھڑی قرباں
ترا ہی نام لبوں پہ ہے لب رسیدوں کا[4]

1۔ علاج۔ 2۔ یعنی جن کی آنکھیں آنسو سے بھری ہوئی ہوں یعنی غمگین۔ 3۔ مرتبہ۔ 4۔ یعنی جو مرنے کے قریب ہوں۔

پیر مغاں[1] نے آنکھ سے کاسۂ مے[2] پلا دیا
آئی نہ ہوش عمر بھر ایسا نشہ چڑھا دیا
حق کی نفی بھی ہے خطا خلق کی بھی نہیں روا[3]
پیر مُغاں کا شکر ہے مجھ سے مجھے ملا دیا
لا سے یہی[4] خبر ملی ایک ہی ذات ہے جلی[5]
پردہ ہے شدت ظہور[6] جس نے اسے چھپا دیا
قرب و وصال ہے سدا[7] ہجر و فراق ہے کجا[8]
ایک ہی ایک سے ملا ایک نے یہ پتا دیا
موج و حباب و برف کی صورتیں ہیں جدا جدا
پانی ہے صفدرؔ اصل میں نکتہ عجب بتا دیا

1- یعنی پیر طریقت نے -2- پیالہ جام -3- خلق کی نفی کرو گے تو حق کیسے ثابت کرو گے خصوص الحکم میں یہ دونوں ذات کے ہیں -4- لاموجود الا اللہ -5- ظاہر -6- ہیبت اور رعب کے ظاہر ہونا -7- ہمیشہ -8- کہاں-

خرد[1] کا عشق نے دامان جیب[2] چاک[3] کیا
گرا کے برقِ یقیں وہم[4] کو ہلاک کیا
ضیائے صبح وصل عشق نے مجھے بخشی
غم فراق کو مدفون درمغاک[5] کیا
طفیل عشق مجھے فقر کا مقام[6] ملا
اسی کے فیض نے ہستی[7] سے مجھ کو پاک کیا
کنشت[8] و دیر و حرم سب کو عشق جان لیا
وہ باک[9] ہی نہ رہا جس سے میں نے باک کیا
صفات ذات سے ہرگز جدا نہیں صفدرؔ
اس اختلاف نے واعظ کو مثلِ خاک کیا

1- عقل -2- گریبان -3- پھاڑ -4- وسوسہ کو لفت -5- غار و قبر -6- ہستی موہومہ سے -7- ذرہ خوف-

دل خاص مجھے عرشِ معلی نظر آیا
دل ہی میں خداوندِ تعالیٰ نظر آیا
دل ہی کو بنایا ہے نظر گاہ خدا نے
دل عابد و معبود و مصلی نظر آیا
ہر شاہ و گدا کو چہ دل ہی میں جھکا ہے
دل جنتِ فردوس سے اعلیٰ نظر آیا
جب دل کو لیا جان[1] تو حج ہو گیا حاصل
شک دور ہوا عین[2] تسلی نظر آیا
صفدر نہیں موقوف سرِ طور تجلی
دل طور ہے دل ہی سے تجلی نظر آیا

1۔ دل کو پالیا۔ 2۔ خاص

جب دیکھا صنم خانہ تو کعبہ[1] نظر آیا
حق کا مجھے اصنام[2] میں جلوہ نظر آیا
اللہ کو سنتے ہی رہے حضرت واعظ
انسان ہی اللہ[3] کا نقشہ نظر آیا
دیکھا ہی نہیں شمس و قمر میں کبھی میں نے
جو طلعتِ[4] خوباں میں شعلہ نظر آیا
اے زاہد مرتاض تجھے[5] خلد مبارک
فردوس مجھے پیر[6] کا کوچہ نظر آیا
صفدر مرے دل میں نہ رہی حور کی چاہت
جس روز سے اس شوخ کا چہرہ نظر آیا[7]

1۔ مراد صنم خانہ ظہور بمعنی ھوالظاہر۔ 2۔ جمع صنم کی صورتوں میں۔ 3۔ فان اللہ خلق آدم علی صورتہ۔ 4۔ رخ و چہرہ۔
5۔ ریاضت سے عبادت کرنے والا۔ 6۔ پیر طریقت۔ 7۔ حسینوں میں شوخ بھی خدا کی صفت ہے۔

حقیقت کا بجز مرشد کے حل عقدہ نہیں ہوتا
جو جانے غیرِ حق مرشد کو وہ بندہ نہیں ہوتا

عبادت کر مگر مسجود[1] کو تو دیکھ کر زاہد
نہ ہو مسجود گر پیشِ نظر سجدہ نہیں ہوتا

خدا کا قول[2] ہے اس پر گواہ پڑھ ثَمَّ وجہُ اللہ
جدھر ہم پھیر لیں منہ کیا وہاں کعبہ نہیں ہوتا

تری ہستی حجاب[3] حسنِ رُوئے یار ہے ورنہ
کبھی مطلوب وطالب کے میاں پردہ نہیں ہوتا

اگر بے عشق زندہ ہے تو صفدرؔ کیا اسے حاصل
فقیہہ عشق کا فتویٰ ہے وہ زندہ نہیں ہوتا

1۔ ان تعبد اللہ آخر تک حدیث پیر کامل ہی یہ مسئلہ سمجھائے گا۔ 2۔ اے مخاطب۔ 3۔ ہستی موہوم اے مخاطب۔

ساقیا[1] کس دھوم سے جاری ہے میخانہ ترا
ہو گئی ہستی فنا پیتے ہی پیمانہ ترا

دولت کونین مجھ کو مل گئی جب تو ملا
چاہتا کچھ بھی نہیں جز تیرے دیوانہ ترا

زاہد ہشیار کو اپنی خبر اب تک نہیں
دونوں عالم کی خبر رکھتا ہے مستانہ ترا

تیری نظروں نے مجھے ساقی[2] نوازا اس طرح
بن گیا دل میکدہ یا خاص کاشانہ ترا

ہے یہی ہر دم نشہ صفدرؔ حسیں کے واسطے
ہر گھڑی ہو سامنے رخ بے حجابانہ ترا

1۔ مراد پیر طریقت۔ 2۔ مراد پیر۔

جس نے دنیا چھوڑ دی ہے اس کا کاشانہ[1] جدا
دے چکا سر یار کو جواس کا نذرانہ[2] جدا
جن کی چوکھٹ پر شہنشاہانِ عالم سرنگوں
اے فقیرِ خانقاہ[3] وہ فقر شاہانہ جدا
دیکھنے کے واسطے لاکھوں حسیں موجود ہیں
جس پہ خود شیدا خدا ہو وہ ہے جانانہ[4] جدا
زاہدِ مسجد کو ڈرہے روزِ محشر کا مدام[5]
جس نے محشر جشن[6] سمجھا ہے وہ دیوانہ جدا
میکشو تم منہ سے پیتے ہو جسے وہ ہے حرام
جو پلا دے آنکھ سے وہ پیرِ میخانہ جدا
مستِ مے بیدار ہو جاتا ہے آخر نیم شب
ہوش ہی آئے نہ جس کو وہ ہے مستانہ جدا
حور سے ہے دوستی واعظ کی اے صفدرؔ حسین
عاشقِ مولا ہے جو اس کا ہے یارانہ جدا[7]

1۔گھر، مکان۔2۔چڑھاوا۔3۔اے بھنگ نوش فقیر قبرستان کے رہنے والے۔4۔یعنی نبی کریمؐ۔5۔ہمیشہ۔6۔محفل شادی۔7۔مذکر یعنی دوستی

جسے سمجھتے تھے ہم نہاں ہے وہی یہاں آشکار دیکھا
بلوحِ عالم وہی ہویدا[1] اسی کا نقش ونگار دیکھا
وہی ہے شیخ حرم حرم میں وہی برہمن ہے بتکدہ میں
وجود ہے اس کا ایک لیکن صفات میں بے شمار دیکھا
دھرا ہے کیا تیرے خشک نفلوں میں زاہد جب تلک دوئی ہے
جلایا میں نے دوئی کا خرمن تو اپنی صورت میں یار دیکھا
بجھی نہ پیاس عاشقوں کے دل کی اگرچہ قرب ووصال بھی ہے
نیا نیا انتظار دل میں نیا صنم سے پیار دیکھا
سنا ہے واعظ سے میں نے جنت سکونِ دل کی جگہ ہے لیکن
ملا نہ دل کو سکوں وہاں بھی اسی طرح بے قرار دیکھا
نہ پوچھ صفدرؔ سے منزلِ عشق کی نہایت کہاں تلک ہے
پتا نہیں مجھ کو کارواں کا فقط نظر نے غبار دیکھا

1۔ظاہر

دہر[1] ہی عینِ خدا[2] تھا مجھے معلوم نہ تھا
نہ کوئی غیر و ہوا تھا مجھے معلوم نہ تھا
مرتبہ غیب میں جو نام و نشاں سے تھا بری
اب وہی ماوشما تھا مجھے معلوم نہ تھا
ڈھونڈتا پھرتا رہا کوہ و بیانوں میں
خلوت دل میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
ہر نئی شان میں ہر آن وہی جلوہ نما
صورتِ شاہ و گدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
پیر کو حق سے جدا سمجھا نہ تھی مجھ کو خبر
حق وہی پیرِ ہدیٰ تھا مجھے معلوم نہ تھا
حُسن اپنے پہ ہوا عشق[3] ہی عاشق صفدرؔ
آپ ہی نازو ادا تھا مجھے معلوم نہ تھا

1۔ زمانہ۔ 2۔ یعنی وجود۔ 3۔ عشق مرتبہ ذات ہے۔

حضرت انسان ہے اُمّ الکتاب
سب کتابوں پر یہی ہے کامیاب
دو جہاں پیدا ہوئے جس کے لیے
در حقیقت ہے یہی عالی جناب[2]
احسن تقویم اس کی شان ہے
ہے یہی جملہ خلائق کا نواب[3]
سوچ[4] کر پہچان اپنے آپ کو
وہم کا آنکھوں سے اُلٹا کر نقاب
ہے خزانہ نقد تیری بغل میں
در بدر پھرتا ہے کیوں ہو کر خراب
تو ہے دریا موجزن اے تشنہ لب
کیوں لیے پھرتا ہے کاسہ[5] بہرِ آب
حق شناسی خود شناسی ہے فقط
ہے اسی سے آج صفدرؔ کامیاب

1۔ جڑ۔ 2۔ معززانہ خطاب۔ 3۔ گورنر۔ 4۔ اے مخاطب۔ 5۔ پیالہ۔

وہی ہے قلب کہ ہو جس میں آرزوئے حبیب
وہی ہے آنکھ کہ جو دیکھتی ہو روئے حبیب
مرے نشہ پہ نہ کر اعتراض اے واعظ
ازل سے میں نے پیا بادۂ سبوئے[1] حبیب[2]
کہ میرا دارو و درماں[3] ہے خاک کوئے حبیب
کلیم[4] طور پہ سنتے رہے کلامِ خدا
میں اپنے آپ سے سنتا ہوں گفتگوئے حبیب
کنشت و دیر و حرم سے غرض نہیں صفدرؔ
کہ میرا سر ہے خمیدہ[5] ہمیشہ سوئے حبیب[6]

1۔ بادہ مذکر ہے مٹکا و کوزہ۔ 2۔ یعنی اے طبیب۔ 3۔ علاج۔ 4۔ جھکا ہوا۔ 5۔ کنایہ نبی کریمؐ

عبث ہے عقل بے مقدور کی بات
نہ سمجھی عشق کے دستور کی[2] بات
نفی ہے غیر کی[3] کلمہ میں یارو[4]
یہی تھی دار پہ منصورؒ کی بات
جسے دیدار جاناں ہے میسر
سنا اس کو نہ واعظ خور کی بات
کرے جو احد و احمدؐ میں تفاوت[5]
دوئی میں ہے نہ سن اس دور کی بات
ہمارے واسطے ہے من رانی
نہیں اب لن ترانی طور کی بات
نہ میں ہوں نہ مرا صفدرؔ سخن[6] ہے
جو دل میں ہے اسی مستور کی بات

1۔ بے طاقت۔ 2۔ قانون و قاعدہ و طرز۔ 3۔ لاموجود الا اللہ۔ 4۔ اے دوستوں۔ 5۔ فرق۔ 6۔ حرف و بیان۔

عشق نہ ہوتا گر عیاں[1] نہ کوئی دن ہو نہ ہو رات
عشق ہے مُوجدِ[2] جہاں عشق کی ساری کائنات[3]
اول و آخر عشق ہے ظاہر و باطن بھی وہی
سارا ظہور عشق کا عشق ظہور کی ہے ذات
عشق خلیلؑ و اسماعیلؑ عشق حسینؓ کی دلیل
موت ہے عشق پر حرام عشق سراپا ہے حیات
عشق خدا مصطفےٰ عشق مُرید و پیشوا[4]
عشق ہی فقر و فخر ہے عشق ہی میری ہے نجات
عشق کلیمؑ و طور ہے عشق ہی نار و نور ہے
عشق ہی دار پر چڑھا عشق ہے شبلیؒ و سعیدؒ
غوثؒ جلی و ہندویؒ عشق کی صفدرؔ ہیں صفات

1۔ظاہر۔ 2۔ایجاد کرنے والا۔ 3۔العشق ھوالذات قول محی الدین ابن عربی شیخ اکبرؒ۔ 4۔پیر۔

ہو گئی عشق صنم میں مری تدبیر عبث[1]
ذکر کرتا ہوں صنم اور ہے تذکیر[2] عبث
ہے مرے پاؤں میں زنجیر فقط زلفِ صنم
ایسے قیدی کے لیے اور ہے زنجیر عبث
اے صنم تو نے کیا قتل مجھے غمزہ سے
تیز شمشیر نہ کر ہے تری شمشیر عبث
سر مرا خم ہے سدا پیشِ صنم اے واعظ
ایسے عاشقوں پہ ترا فتویٰ تکفیر عبث
پک گیا جبکہ مرے دل میں تصور صفدرؔ
پھر نہ تصویر کی حاجت رہی تصویر عبث

1۔بے فائدہ۔ 2۔یاددہانی۔

ثمہ وجہ اللہ گواہ اے یار[1] آج — جلوہ گر ہے ہر طرف دلدار آج
ہے جمال اللہ جمالِ مہوشاں — ہے شگفتہ حُسن کا بازار آج
دیدِ حق فردا[2] ہے واعظ کے لیے — عارفوں کے واسطے دیدار آج
کاکلِ خمدارِ جاناں[3] دیکھ کر — ہوگئے لاکھوں کے دل افگار آج[4]
خنجرِ لا سے ہوا ہے جو شہید — موت سے اس کو نہیں آزار[5] آج
زاہدوں کے ہاتھ میں تسبیح ہے — ہے گلے عشاق کے زنار آج[6]
احمد بے میم کا سرِّ نہاں — جانتے ہیں عشق کے مختار آج
بادشاہوں کے بھی ہیں وہ بادشاہ — غوثؒ کے جو ہیں سگِ دربار آج
دل کے آئینے کو صفدرؔ صاف کر — تا کہ دل ہو مطلعِ انوار آج

1۔اے مخاطب۔2۔یعنی قیامت میں۔3۔بتوں کی صورت پر۔4۔زخمی و مجروح۔5۔دکھ۔6۔صوفیہ کی اصطلاح

خود خدا حُسن کی بہار ہے آج
ہر تعین پہ آشکارا[1] ہے آج
میمِ احمدؐ میں وہ احد آیا
سب حسینوں کا افتخار ہے آج
خود ہی محبوب خود محبّ اپنا
آپ پر آپ ہی نثار ہے آج
باغ میں دلبری اسی کی ہے
دل کشی گل میں بوئے یار ہے آج
اسی کا تسبیح خواں ہے ہر ذرہ[2]
واہ کیا شانِ کردگار[3] ہے آج
زاہدا جس کو ڈھونڈتا ہے تو
وہی صفدرؔ کا ہمکنار[4] ہے آج

1۔ظاہر۔2۔آیت قرآن۔3۔خدا۔4۔ہم بغل وفی انفسکم افلا تبصرون۔

پردہ نشین تھا جو کبھی پردہ در ہے آج[1]
اس سے اسی کو دیکھ وہی سربسر[2] ہے آج
اس کی نہ کر تلاش[3] بیاباں میں ہے عبث[4]
ہر گھر میں ہر سفر میں وہ پیشِ نظر ہے آج
وہ شیخ ہ حرم میں برہمن ہے دیر میں
کعبہ میں بتکدہ میں وہی جلوہ گر ہے آج
عقبیٰ میں جس کے دیکھنے کا شوق ہے تجھے[5]
دنیا میں اس کو دیکھ اسی فرش پر[6] ہے آج
ڈر ہے جلا نہ دے کہیں وہ جسم و جان کو
ہر صورتِ حسین میں برق و شرر[7] ہے آج
اس کا کلام[8] ہے نہیں صفدرؔ کا یہ کلام
ہر شعر و ہر سخن[9] میں اسی کا اثر ہے آج

1۔ دریدن مصدر سے پردہ پھاڑ ڈالنے والا۔ 2۔ تمام۔ 3۔ اے سالک۔ 4۔ بے فائدہ۔ 5۔ اے مخاطب۔
6۔ جلوہ نما یا مصور۔ 7۔ شرر مونث چنگاری۔ 8۔ فاعل یا فن میں وہی ہے۔ 9۔ سخن بمعنی حرف و بیان۔

جب خلافت کا صفیؑ[1] کے سر پہ رکھا حق نے تاج
سب فرشتوں نے دیا اس کو خلافت کا خراج[2]
سجدۂ تعظیم آدمؑ کو ملائک نے کیا
نہ کیا ابلیس نے سجدہ وہ تھا منکر مزاج
روح و صورت ذات کی آدمؑ ہے اس پر نص گواہ[3]
جرم ہے انکار نص کا جرم کا کیا ہو علاج
آدمؑ و حواؑ ہوئے آباد جب ناسوت[4] میں
پھر بنی[5] آدم کو بخشا حق نے گر منا کا راج[6]
جس طرف[7] بھی دیکھتا ہوں یار آتا ہے نظر
اب مجھے صفدرؔ نہیں فردا کی کوئی احتیاج[8]

1۔ برگزیدہ لقب آدمؑ۔ 2۔ ٹیکس و مالیہ۔ 3۔ ونفخت فیہ من روحی قرآن۔ فان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ حدیث۔ اصل متن قرآن و حدیث۔ 4۔ عالم اجسام دنیا میں۔ 5۔ اولاد کو۔ 6۔ راج بمعنے حکومت و بادشاہت۔ 7۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ 8۔ بمعنی حاجت و ضرورت۔

نہیں آئے تھے جو وہ آ رہے آج
بہر جلوہ ہمیں تڑپا رہے آج
دلوں میں عشق کی آتش لگا کر
تعجب ہے کہ خود گھبرا رہے آج
سکونِ دل اڑا کر لے گئے جو
وہی تسکین کیوں فرما رہے آج
ہے ان کی یاد ہی یاد ہماری
کہ جیسے ہم انہیں یاد آ رہے آج
طلب میں جن کی صفدرؔ کھو گئے ہم
وہی مطلوب ہم کو پا رہے آج

طور کی بجلی چمکتی ہے خدا والوں[1] کے بیچ
ان کا ہر ادنیٰ نفر شامل ہے ابدالوں کے بیچ
یک زمانہ[2] صحبتِ مردِ خدا اے بدگماں
اس عبادت سے ہے بہتر ہو جو صد سالوں کے بیچ
نفس و شیطاں سے ہیں فارغ غرق فی التوحید ہیں
قید کیوں ہوں ان کے خادم نفس کے جالوں کے بیچ
عقل و دانش کی حدوں سے ہے بلند ان کا مقام
بے خبر ہیں خضرؑ جیسے ان کے احوالوں کے بیچ
جب فرشتوں نے سنا گریہ مرا وقتِ سحر
بولے کیا تاثیر ہے صفدرؔ ترے نالوں کے بیچ

1-کنایہ اولیا۔ 2-ایک گھڑی۔

تجھ سے ملوں کہ خود سے بتاؤ کسی طرح
عقدہ یہی پڑا ہے اٹھاؤ کسی طرح

محمود ذات ہے تری لیکن صفات میں
بن کر ایاز سامنے آؤ کسی طرح

منزل پہ پہنچ کر بھی رہی جستجو تری
عزم سفر سے اب تو چھڑاؤ کسی طرح

برباد ہو گیا میری ہستی کا خانماں
اب تو صنم گلے سے لگاؤ کسی طرح

آتا نہیں قرار مجھے بے قرار ہوں
صفدرؔ کے دل کی پیاس بجھاؤ کسی طرح

کھلا ہے دل کا چمن گلشن[1] جناں[2] کی طرح
دیا ہے عشق نے یہ فیض جاوداں[3] کی طرح

بقدر ظرف پیا میں نے عشق کا ساغر
تو آیا جوش میں دل بحرِ بے[4] کراں کی طرح

ازل سے عشق لکھا ہے مرے مقدر میں
اسی نے درس دیا مجھ کو مہرباں کی طرح

میں ساتھ لے کر چلوں گا یہ عشق کی دولت
خدا کو پیش کروں گا میں ارمغاں[5] کی طرح

بغیر عشق جوانسان ہے وہ مردہ ہے
نہ اِس جہاں کا رہا ہے نہ اُس جہاں کی طرح

فریفتہ ہوں بتوں پر[6] میں اس لیے صفدرؔ
کہ عشق حُسن میں آیا ہے دلبراں[7] کی طرح

1۔باغ۔ 2۔جنت۔ 3۔ہمیشہ قائم دائم۔ 4۔بے انتہا۔ 5۔بطور تحفہ۔ 6۔انسانی صورتوں پر۔ 7۔یعنی معشوقوں کی طرح

رُخِ پیر کا خدا[1] و شہِ انبیاؐ کا رُخ
حَسن و حسینؓ و شیرِ خدا مرتضےٰ کا رُخ
رُخ عابدینؓ و باقرؓ و صادقؓ صفا[2] کا رُخ
رُخ مُوسیٰ کاظم علی مُوسیٰ رضا کا رُخ
رُخ حضرت تقیؓ و نقیؓ عسکری امام
آخر زمان مہدیِ مہر و وفا کا رُخ
صدیقؓ شہر صدق و عمرؓ شہر عدل و داد
عثمانؓ کانِ شرم و حیا پارسا کا رُخ
صفدرؔ مقام[3] مرشدی اچھا ہوا بیاں
دیدارِ پیر حضرتِ غوث الوریٰؓ کا رُخ

1۔ چہرہ یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا مولانا رومؒ۔ 2۔ یعنی امام جعفر صادقؓ۔ 3۔ مرتبہ۔

صُورتِ انسان ہے گر پست معنٰی ہے بلند
باطنِ انساں[1] ہے مُطلق ظاہرِ[2] انساں بہ بند[3]
مظہرِ جامع یہی ہے برزخِ[4] کبریٰ یہی
سارے اسما کا مسمّٰی ہے یہی اے حق[5] پسند
حقی و خلقی مراتب سے یہی ہے متصف
ظاہر و باطن اسی کی شان ہے اے ہوشمند
شکل سے عابد مگر معبود باطن میں یہی[6]
حامد و محمود اپنا آپ ہے یہ ارجمند
سامعین و حضرت و اعظ بھی ہے صفدرؔ یہی
آپ اپنا ترجماں ہے آپ ہی ہے وعظ و پند

1۔ باطن انسان حق ہے۔ 2۔ ظاہر خلق۔ 3۔ یعنی مقید بصفات۔ 4۔ یعنی اے مخاطب۔ 5۔ الانسان خلق باعتبار ظاہرہ وھو الحق باعتبار باطنہ قول شیخ اکبرؒ۔ انسان کا ظاہر عبد ہے باطن حق قول اشرف علی تھانوی دیوبندی کتاب امداد المشتاق میں

دل میں ہے یاد تری اے پری اندام[1] لذیذ
اسی الفت میں مری ہے سحر و شام لذیذ

ہے کہاں شہد کی شرینی میں لذت ایسی
جس طرح دہن[2] کو کرتا ہے ترا نام لذیذ

وعدۂ حور نے زاہد کو دیا ہے دھوکا
میری آغوش میں ہے آج دلآرام[3] لذیذ

بلبلیں نغمہ سرا ہیں کہ بہار آئی ہے
پیرِ میخانہ پلادے مجھے اک جامِ لذیذ

ہے یہاں عشق بتاں[4] عشق خدا اے صفدرؔ
جو کہ دیتا ہے مجھے یار[5] کا پیغام لذیذ

1۔ صورتوں پر۔ 2۔ منہ۔ 3۔ معشوق حقیقی خدا۔ 4۔ انسانی صورتیں۔ 5۔ فاعل عشق بتاں

عشاق نامراد کی ہے گرم آہ لذیذ
لیکن ہے اس نگاہ[1] کی زلفِ سیاہ لذیذ

میں تو بتوں کا[2] روز ازل سے مرید ہوں
سرخم ہمیشہ پیش بتاں ہے گناہ لذیذ

عشقِ بتاں ہے واعظ ملّا پہ گر حرام
کہتے ہیں ہم حلال بتوں کی ہے چاہ[3] لذیذ

اللہ ہی ان بتوں کی صُور[4] پر ہے جلوہ گر
دونوں جہان میں ہے بتوں کی پناہ لذیذ

اعمالِ نیک عشقِ بتاں ہے مرے لیے
صفدرؔ کے واسطے ہے یہی زادِراہ[5] لذیذ

1۔ معشوق۔ 2۔ انسانی صورتوں کا۔ 3۔ محبت۔ 4۔ جمع صورت۔ 5۔ راہ کا خرچ

سُوئے خلوت[1] گاہِ دل تو نے کبھی کی ہے نظر
مسکن ذاتِ[2] خدا دل ہے ترا اے بے خبر
دستِ قدرت نے بنایا ہے تری تصویر کو
جسم تیرا فرش[3] پر ہے رُوح تیری عرش پر
عالم لاھوت سے ناسوت میں آیا ہے تو
خود شناسی کے لیے تو نے کیا ہے یہ سفر
ہے یہی اک شرط دیدارِ خدا اے ہم نشیں
آپ سے پنہاں نہ ہو رکھ آپ کو زیرِ نظر
محض مفلس کی طرح سمجھا ہے تو نے آپ کو
تیرے باطن میں ہیں پوشیدہ کئی لعل و گہر
حضرت مُوسیٰؑ نے جس جلوہ کو دیکھا طور پر
چشمِ عارف کے لیے تو ہے وہ جلوہ سر بسر[4]
کر دیا صفدرؔ نے اے جاں[5] تجھ کو تجھ سے آشنا
تو نہیں گر مطمئن اب بھی تُو جا کر ڈوب مر

1۔اے مخاطب۔ 2۔مذکر رہنے کی جگہ مکان الفت۔ 3۔زمین۔ 4۔تمام۔ 5۔یعنی اے عزیز۔

بادہ وحدت[1] سے اے ساقی مجھے[2] مستانہ کر
ہوش ہی جاتا رہے ایسا مجھے بیگانہ کر
مجھ کو ہرگز موت کا کچھ بھی نہ ہو خوف و خطر
صدقہ غوث الوریٰ ایسا مجھے دیوانہ کر
غلبہِ عشق و محبت سے مٹیں ما[2] و شما[3]
عشق کی مِشعل پہ مجھ کو سوختہ پروانہ کر
عام دو سمجھے ہوئے ہیں ذاکر و مذکور کو
ایک ہی سمجھوں فقط مجھ پرکرمِ شاہانہ کر
روح و صورت ہے تری[4] ہے نام بھی صفدرؔ[5] ترا
تجھ سے تجھ[6] کو دیکھ لوں اتنا مجھے فرزانہ کر

1۔بادہ مذکر ہے 12 طے وشراب وصہبا مونث ہے۔ 2۔مراد ساقی ازل خدا۔ 3۔ہم۔ 4۔تم۔ 5۔اے خدا۔
6۔مجبور میں۔ 7۔تنا اپنے ساتھ

دیدِ حق[1] کی ہو طلب تو رخ سوئے بتخانہ[2] کر
پیشِ مرشد سر جھکا دے کفر کی پروا نہ کر
محفلِ عشاق میں چاہے اگر رکھنا قدم
ہستیِ موہوم پر تو حملۂ مردانہ[3] کر
یار ہو تیری[4] بغل میں ہاتھ میں جامِ شراب[5]
ایک دو پیمانہ کیا ہیں نوش سب میخانہ کر
یار ہو تیری بغل میں ہاتھ میں جام شراب
ایک دو پیمانہ کیا ہیں نوش سب میخانہ کر
صُورتِ جاناں[6] ہے ہر صُورت اسے ہر وقت دیکھ
ہے یہی دیدارِ حق باطل اسے سمجھا نہ کر
رنگ میں بے رنگ کو ہر شکل میں معنی کو دیکھ
مان صفدرؔ کا کہا خود کو نہ تو بیگانہ[7] کر

1۔ اے مخاطب۔ 2۔ بت خانۂ ظہور۔ 3۔ یعنی بہادرانہ۔ 4۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ 5۔ جامِ شرابِ عشق۔
6۔ معشوقِ حقیقی کی یعنی خدا۔ 7۔ انجان

قدیم سے تم قدیم دیکھو نقابِ حادث مگر اُٹھا کر
دیارِ کثرت[2] میں جلوہ گر ہے وہ نورِ وحدت شمع جلا کر
جو صورتیں نظر آ رہی ہیں اسی کی ہیں یہ تجلیاں سب
وہی تماشائی[3] آپ کا ہے تماشے[4] لاکھوں بنا بنا کر
خراب آنکھوں میں ڈال سُرمہ، معرفت کو یقین سے زاہد
تری نظر میں کمی ہے ورنہ وہی تو بیٹھا ہے مِل ملا کر
وہی ہے آگے وہی ہے پیچھے وہی ہے اوپر وہی ہے نیچے
وہی ہے دائیں وہی ہے بائیں تو دیکھ اس کو دُوئی مٹا کر
اسی نے گھیرا ہوا ہے سب کو مُحیط بھی ہے مُحاط[5] بھی ہے
کلام اپنا سنا رہا ہے لباسِ صفدرؔ میں چھپ چھپا کر

1۔ اسی سے اس کو دیکھو تو پھر حادث ثابت نہیں ہوتا اپنا ہونا ثابت نہ کرو۔ 2۔ گھر و آبادی۔ 3۔ دیکھنے والا لغت۔
4۔ نظارے لغت۔ 5۔ محیط یعنی احاطہ کرنیوالا جس کو گھیرا کیا جاتا ہے۔

ہے بتوں[1] کی شکل پر دیدار آج
حُسن ان کا عکس ہے انوار یار

میں تو موسیٰؑ کی طرح گرتا نہیں
دیکھتا ہوں ہر طرف رُخسار[2] یار

غیر ہی آئے نہ تیری[3] آنکھ میں
ہے یہی تیرے لیے تلوار یار

نقش میں نقاش پنہاں ہے مگر
جانتا ہے واقفِ گفتار یار

جس نے ہستی[4] کا کیا خانہ خراب
یار اس کا ہو گیا وہ یار[5] یار

اے مرے[6] غواصِ[7] بحرِ معرفت
ہوں مبارک یہ تجھے[8] اسرار یار

سب نشے دنیا کے صفدرؔ ہیں فضول
مست رہتا ہے سدا[9] میخوار یار

1۔ انسانی صورتیں 2۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ 3۔ اے مخاطب 4۔ ہستی موہومہ 5۔ یعنی یار کا یار۔
6۔ یعنی اے عارف 7۔ بمعنی غوطہ خور 8۔ یعنی یہ مذکورہ بالا کلام 9۔ ہمیشہ

نکل جا اس جہاں کی قید سے تو با خبر ہو کر
کہ تو ہے طائرِ لاہوت اڑ جا بال و پر ہو کر

ترے سب نام ہیں تو مظہر اسما ہے اے ناداں
مگر تو ڈھونڈتا پھرتا ہے کس کو دربدر ہو کر

تمنا دیکھنے کی ہے تجھے گر حُسنِ جانانہ[1]
تو دیکھ اپنی ہی صورت پہ زِسر تا پا بصر ہو کر[2]

یہ ہے اک اعتباری[3] نام جس کو غیر کہتے ہیں
جلا دے ماسوا اللہ کا گماں برق و شرر[4] ہو کر

ترے جلووں میں ہیں گم جلوہ ہائے ذات اے صفدرؔ
اسی کا راز ہے تو راز پا لے پردہ در ہو کر[5]

1۔ معشوق ازلی یعنی خدا 2۔ فرشی 3۔ چنگاری 4۔ یعنی الانسان سری وانا سرہ 5۔ از دریدن قصد ر پردہ پھاڑ کر۔

در ابتدائے عشق[1] و محبت فغاں نہ کر
انجامِ عشق مہر و وفا ہے گماں[2] نہ کر

کر سیرِ لامکان[3] و مکاں میں خوشی سے تو
لیکن نہ بن مکین کہیں آشیاں[4] نہ کر

بہتر ہے شرطِ یار کے دیدار کی یہی
اپنی نظر سے آپ کو ہرگز نہاں[5] نہ کر

پہچان اپنے نفس کو پہچان[6] رب کی ہے
بے فائدہ تلاشِ خدا اے جواں[7] نہ کر

گر خلق آدمی ہے تو باطن ہے اس کا حق
صفدؔر خموش رازِ نہاں کو عیاں نہ کر

1۔ اے سالک۔ 2۔ شبہ۔ 3۔ عالمِ الٰہی۔ 4۔ السکون حرام علی اولیا اللہ۔ 5۔ پوشیدہ۔ 6۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔
7۔ اے مخاطب۔

خدا ہے جلوہ نما حسینوں میں حُسن کا آفتاب بن کر
بصفتِ عاشق نثار و قرباں بصفتِ دلبر عتاب[1] بن کر

وہی ہے صورت وہی ہے معنیٰ وہی قیامت بہ قد بالا[2]
وہ بزمِ عالم میں ہے ہویدا[3] حجاب سے بے حجاب بن کر

وہ لالہ و گل چمن[4] کی رنگت بہار و بلبل خزاں کی صورت
وہی لطافت وہی نزاکت صفات[5] میں انقلاب بن کر

وہی ہے مجلس میں میر مجلس وہی ہے چنگ و رباب کی سُر
بشکلِ مُطرب[6] سنایا نغمہ وہ ناچا رِند خراب بن کر

نقوش کثرت میں دیکھ صفدؔر حسین وحدت چھپی ہوئی ہے
کہ جیسے آیات میں سیاہی نہاں ہے اُمّ الکتاب بن کر

1۔ معشوق۔ 2۔ برصور۔ 3۔ ظاہر۔ 4۔ سرخ پھول اور گلاب کا پھول۔ 5۔ صفات میں تغیر ہے ذات میں تغیر نہیں ہے۔
الٹ پلٹ۔ 6۔ قوال

جب نظر پڑتی ہے میری یار[1] کے رخسار پر
پیاس بجھ جاتی ہے میری شربتِ دیدار پر
دیکھتا ہوں ہر گھڑی اس کو بتوں[2] کی شکل پر
ہے حسد زاہد کو میرے طالع[3] بیدار پر
میں عدم[4] میں تھا نہیں تھا اس کی کاکل[5] کا خیال
اب پھنسا[6] رکھا ہے اس نے کاکل[7] خمدار[8] پر
ہے وہی میری بغل[9] میں اس پہ ہے قرآں گواہ
جس کی صاعقہ سے موسیٰ گر پڑا کہسار[10] پر
مختلف رنگوں میں گرچہ ہے وہی جلوہ نما
میں تو واقف ہو چکا ہوں اس کی ہر رفتار[11] پر
شیخ[12] نے صفدر خدا کی معرفت حاصل نہ کی
فخر ہی کرتا رہا وہ جُبّہ و دستار پر

1۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ 2۔ انسانی صورتوں پر۔ 3۔ قسمت و نصیب۔ 4۔ مراد اعیان ثابتہ عدم اضافی سو علم میں۔ 5۔ زلف۔ 6۔ بتوں کی صورت میں۔ 7۔ زلف۔ 8۔ پیچ دار۔ 9۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ 10۔ [illegible]۔ 11۔ چال۔ 12۔ شیخ [illegible]۔

ازل میں جب خدا نے آنکھ ڈالی اپنے جوبن[1] پر
تو خود ہی ہو گیا عاشق وہ اپنے روئے روشن پر
اسی دباغ[2] کا رنگ ہے تعینات پر ظاہر
ہمیشہ دیکھتا ہوں صبغۃ اللہ[3] روپ پرتن پر
نمازی ہے وہ مسجد میں پجاری ہے وہ مندر میں
وہی بت ہے وہی پوجا نہ کر شکوہ برہمن پر
جو سمجھے غیر کی ہستی وہ جاہل ہے حقیقت سے
شریک اس کا نہ ٹھہراؤ نہ ڈالو بوجھ گردن پر
میری اس قال کو سمجھے[4] گا صاحب حال[5] اے صفدر
کلام نرم و نازک بے اثر ہے مردِ کودن[6] پر

1۔ جوبن بمعنی جوانی و خوبصورتی لغت میں۔ 2۔ چمڑا رنگنے والا۔ 3۔ اللہ کا رنگ۔ 4۔ قال بمعنی گفتگو و بات۔
5۔ صاحب کیفیت۔ 6۔ بمعنی مرد احمق پر۔

خدا کے ذکر[1] سے دل میں تو اطمینان پیدا کر
تو پھر اس چاہ دل سے یوسف کنعان[2] پیدا کر
جہان قدس[3] تک گر سیر کی ہے آرزو تجھ کو
خدا کی روح[4] سے تجھ میں اسی کی شان پیدا کر
تو وہ بحر حقیقت ہے نہیں جس کا کوئی ساحل
بہا لے خیر و شر[5] جو موج وہ طوفان پیدا کر
چھپانا حق[6] میں اپنے آپ کو ہے کفر کا معنی[7]
سراپا کفر بن کر کفر سے ایمان پیدا کر
بتا دی تجھ کو صفدر نے خدا کی معرفت آساں
تو اپنے آپ کی میری طرح پہچان پیدا کر[8]

1۔ اے مخاطب۔ 2۔ استعارہ یوسف حقیقی۔ 3۔ ونفخت فیہ من الروحی۔ 4۔ دونوں کو۔ 5۔ خدا میں۔
6۔ اصطلاحات صوفیہ میں کفر۔ 7۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔

بت پرستی کے لیے محمود[1] ہے شکل ایاز[2]
جو احد باطن میں ہے ظاہر میں ہے ماہ حجاز[3]
بجلیاں وحدت کی ہیں ہر چار سُو جلوہ نما
دیکھ کثرت میں یہی وحدت بصد ناز و نیاز
خود مصوّر ہی نہاں تصویر کی رنگت میں ہے
دیکھ صانع کو کہ ہے مصنوع[4] میں اپنا مجاز
کر شکستہ غیر سے آئینہ دل اے عزیز
پھر اسی شیشہ میں آئیگا نظر آئینہ ساز
ہیں وہی زندہ جو مر جاتے ہیں پہلے موت سے
موت ہے ان کی مسیحا[5] حیف[6] تو سمجھا نہ راز
خود شناسی کے سوا حق کا نہیں ملتا سراغ
آخری منزل میں صفدر ہے یہی اعلیٰ[7] نماز

1۔ یعنی ذات۔ 2۔ ظہور و نزول میں بندہ کی صفت میں۔ 3۔ نبی کریمؐ۔ 4۔ بنے ہوئے ہیں۔ 5۔ یعنی زندگی لغت۔
6۔ افسوس۔ 7۔ یعنی خود شناسی

پڑھ یہ[1] وظیفہ ہر سحر اللہ بس[2] باقی ہوس
بیدار ہو اے دیدہ ور[3] اللہ بس باقی ہوس
کر پیر[4] اپنا ہم سفر ہے راہ پر خوف و خطر
پہلے خودی[5] سے کر گزر اللہ بس باقی ہوس
دنیا و عقبیٰ سے گزر نیران و جنت[6] سے گزر
تب دیکھے حق کو جلوہ گر اللہ بس باقی ہوس
دل صاف کر خطرات سے آگاہ ہو کر بات سے
اس کی ہیں یہ جملہ صُور[7] اللہ بس باقی ہوس
جبکہ عدم[8] ہے ماسوا پھر آپ ہی آیا ہوا
صفدرؔ نہیں اب بے خبر اللہ بس باقی ہوس

1۔ اے طالب۔ 2۔ کافی۔ 3۔ اے صاحب نظر۔ 4۔ پیر طریقت۔ 5۔ یعنی اپنی ہستی موہومہ سے۔
6۔ جمع آتش و دوزخ۔ 7۔ جمع صورت کی یعنی صورتیں۔ 8۔ مراد عدم محض لاشے

صوفیوں کے واسطے ہے جُبہ و دستار خوش[1]
ہے گلے میں کافران عشق کے زُنّار خوش[2]
واسطے خستہ[3] دلوں کے ہے یہی مرہم بجا[4]
ہر گھڑی ہو سامنے ان کے رُخِ دلدار خوش
عاشقِ مولا کو جنت میں اگر ہو گا حجاب
نکل کر جنت سے کہہ دے گا کہ اب نار خوش[5]
اے طبیبِ مہرباں آ جا خدارا لے خبر
تا کہ ہو جائے نگہ کے تیر کا بیمار خوش
مہوشوں کو دیکھ کر رہتا ہے صفدرؔ خوش سدا[6]
جیسے بلبل خوش نوا[7] ہوتی ہے در گلزار خوش

1۔ خوب۔ 2۔ صوفیوں کے نزدیک زنار یک رنگی و یک جہتی ہے۔ 3۔ زخمی۔ 4۔ درست۔ 5۔ دوزخ۔ 6۔ ہمیشہ۔
7۔ نوا یعنی گانے کی آواز

ہزار شکر کہ وہ دل رُبا ہے ہم آغوش[1]
نہ آج کی ہے خبر مجھ کو نہ خیال[2] دوش

مٹا[3] کے وہم دُوئی کا صُور[4] پہ دیکھ اُسے
کہ ہر سفر میں حضر[5] میں وہی ہے دوش بدوش[6]

وہ ہر لباس میں ہر روز[7] جلوہ گر ہے یہاں
کہیں سفید قبا میں کہیں ہے رنگیں پوش

اسی کی قسم اَنااللہ سنتا ہوں دل سے
اگرچہ شبلیؒ و منصورؒ ہوں مگر خاموش

پلانہ پیر مغاں ایک جام صفدؔر کو
زمیں پہ جام گرادے کہ میں ہوں میکدہ نوش

1۔ هو بعل وفي انفسكم افلا تبصرون۔ 2۔ گزشتہ۔ 3۔ اے مخاطب۔ 4۔ جمع صورت۔ 5۔ گھر اور شہر۔
6۔ شانہ بشانہ۔ 7۔ کل یوم هو في شان۔

رہے ترا میکدہ سلامت پلا دے ساقی[1] شراب خالص
میں پیتے ہی خود کو بھول جاؤں یہی ہے کارِ ثواب[2] خالص[3]

ہے بادہ نوشوں کی آج محفل بہار بھی ہے شگفتہ ہیں گل
ذرا سا ساغر میں ڈال دینا نظر کا ساقی گلاب[4] خالص[5]

رہے نہ نام ونشاں[6] کی نسبت اُجاڑ دے اس چمن کی عزت
نہ دنیا دل میں رہے نہ عقبیٰ ہو اس طرح اجتناب[7] خالص

نہ خوفِ دوزخ ڈرائے مجھ کو نہ حرصِ جنت ستائے مجھ کو
گناہ و نیکی[8] رہے نہ باقی ہو پاک تن جسے آب خالص

ہمیشہ ہو بیخودی کا غلبہ فقط یہ صفدؔر کی التجا ہے
نہ حشر تک مجھ کو ہوش آئے بنا دے مست وخراب[9] خالص

1۔ مرادِ پیرِ طریقت۔ 2۔ موصوف۔ 3۔ صفت۔ 4۔ موصوف۔ 5۔ صفت۔ 6۔ یعنی مرا نام ونشاں۔ 7۔ بچاؤ، پرہیز۔
8۔ دونوں ہی۔ 9۔ شرابی لغت۔

جب ہو ہی چکا ہوں یار کا میں نہ جفا سے غرض نہ وفا سے غرض
نذرانہ[1] کیا تن و من اس کو نہ فنا سے غرض نہ بقا سے غرض

نہ خوشی ہے نہ غم نہ وصال و ہجر نہ سقر[2] کا خطر نہ جزا[3] کا فکر
نہ قصور سے حور سے مجھ کو غرض نہ بہشت کی آب و ہوا سے غرض

ارے چارہ گرو اٹھ جاؤ سبھی بیمار ہی مجھ کو رہنے دو
مرنا ہی شفا ہے میرے لیے نہ دوا سے غرض نہ دعا سے غرض

رکھا وادیٔ عشق میں جب سے قدم ہوا حضرتِ عشق کا لطف و کرم
میرے سر پر عشق کا سایہ ہے نہ ہما[5] سے نہ ظلِ[6] ہما سے غرض

اسی جلوہ نما کے جلوے ہیں سب گبر و مسلمان اے ہمدم[7]
صفدرؔ بھی اسی کا جلوہ ہے نہ طور سے نہ موسیٰ سے غرض

1۔ چڑھاوا۔ 2۔ دوزخ۔ 3۔ قیامت۔ 4۔ موت۔ 5۔ ایک پرندہ ہے۔ 6۔ سایہ۔ 7۔ اے دوست۔

آئی نہ راس[1] اس دلِ نالاں[2] کی احتیاط[3]
اس سے بھی بڑھ گئی غمِ جاناں کی احتیاط

میں ہوں صنم پرست صنم[4] ہے خدا مرا
مجھ سے نہ ہو سکی مرے ایماں کی احتیاط

گرچہ مریض عشق کا ہے عشق ہی طبیب
لیکن نہ ہو سکی مرے درماں[5] کی احتیاط

آئی ندائے غیب کہ منزل ہے عنقریب
لیکن ہو پاک غیر سے انساں کی احتیاط

اپنی نظر سے آپ کو پنہاں نہ کر کبھی
صفدرؔ حسین کر اسی عرفاں[6] کی احتیاط

1۔ درست۔ 2۔ روتا ہوا۔ 3۔ پرہیز۔ 4۔ معشوق۔ 5۔ علاج۔ 6۔ معرفت۔

عشق خونخوار کا خدا حافظ
حسن کے وار[1] کا خدا حافظ
اک نگہ سے جو لاکھ قتل کرے
ایسی تلوار کا خدا حافظ
عشق نے کر دیا جسے بیکار
ایسے بیکار کا خدا حافظ
خم کے خم پی کے پھر بھی ہوشیار
ایسے میخوار کا خدا حافظ
میں ہی حامل[2] بنا امانت کا
مجھ گرانبار کا خدا حافظ
بُت پرستی ہے شغل[3] صفدرؔ کا
اس گنہگار کا خدا حافظ

1۔ذکر۔ 2۔یعنی انسان۔ 3۔کام

آنکھ نے حاصل کیا دیدار جانانہ سے حظ[1]
لب نے پکڑا ساقیِ مستاں کے پیمانہ سے حظ
دل کی مالا[2] سے ہیں دل عشاق کے روشن مدام
زاہدوں کو ہے فقط تسبیح صد دانہ سے حظ
حاجیوں کے واسطے طوافِ کعبہ ہے خوشی
لیک[3] رندوں کو ملا طوافِ میخانہ سے حظ
چومنا کتے کے پاؤں کو اٹھا کر گود میں
پوچھ اسے بے عشق یہ اس قیسِ[4] دیوانہ سے حظ
دیکھ کر شمعِ فروزاں بھاگ جاتی ہے مگس[5]
جل کے مرجانا شمع پر پوچھ پروانہ سے حظ
جس کا سر قرباں نہیں ہے یار پر عاشق نہیں
پایا ہے سرمدؔ[6] نے صفدرؔ[7] سر کے نذرانہ[8] سے حظ[9]

1۔مزا۔ 2۔یعنی تسبیح۔ 3۔مخفف لیکن کا۔ 4۔مجنوں۔ 5۔مکھی۔ 6۔ایک رند مست۔ 7۔اے صفدر۔ 8۔چڑھاوا۔
9۔مزا

عشق ہے مذہب ہمارا دین و ایماں الوداع[1]
عشق ہے راحت سراسر رنجِ دوراں الوداع

ہے کرامت عشق کی حق بن[2] گیا خود مصطفےٰ
گر نہیں سمجھا اسے تو اے مسلماں الوداع

عشق ہے اللہ بھی جبریلؑ بھی تنزیل[3] بھی
ہے رسول اللہ بھی اے مردِ ناداں الوداع

عشق سے انسان ہے ورنہ وہ حیوانوں سے کم
حیف[4] ہے صد حیف اے بے عشق انساں الوداع

حمداللہ عشق حاصل ہو گیا صفدرؔ مجھے
عشق کا بندہ ہوں میں اے عقل حیراں الوداع

1۔ رخصت کا لفظ۔ 2۔ خدا۔ 3۔ قرآن۔ 4۔ افسوس۔

ہے آج روزِ عید کا گردش میں ہے ایاغ[1]
فصلِ بہار بھی ہے شگفتہ ہیں باغ و راغ[2]

اپنے ہی میکدہ کی تجھے ساقیا[3] قسم
ایسی پلا کہ دنیا و عقبےٰ سے ہو فراغ[4]

لیکن پلا نظر سے نہ منہ سے پلا مجھے
وہ مے کہ دل سے دُور کرے غیریت کا داغ

پی لے آ کر غریب تو ہو جائے وہ غنی
ایسا غنی کہ خود سے خدا کا ملے سراغ

مُطرب رباب چھیڑ کہ ہے اس میں صَوت[5] دوست
صفدرؔ کے تیرہ دل کے لیے ہے یہی چراغ[6]

1۔ شراب کا پیالہ۔ 2۔ صحرا۔ 3۔ اے ساقی حرفِ ندا الف۔ 4۔ یعنی فراغت۔ 5۔ آواز۔ 6۔ یعنی صوتِ دوست۔

اے خلیفہ زادہ[1] تو کب تک رہے گا ناخلف[2]
عشق حاصل کر نہ کر عمرِ گراں مایہ تلف[3]

جا کسی مردِ خدا کو قبلہ و کعبہ[4] بنا
تا کہ تیری سمجھ میں آئے حدیثِ من عرف

روزِ اول ہی عطا کرتا ہے پیر قادری
مرتبہ ابدال کا خادم کو باعزّ و شرف

غوث اعظمؓ کے مریدوں کو نہیں خوف وخطر
آپ کا ارشاد عالی ہے مریدی لاتخف

اے وہابی[5] وشیعہ[6] ہندو ہیں قائل غوثؒ کے[7]
غوثؒ کی چوکھٹ پہ ساجد ہیں ملائک صف بہ صف

گر گناہ ہیں بے عدد ہرگز نہ ہو صفدؔر غمیں[7]
بخشوائیں گے تجھے روزِ جزاء شاہ نجف[8]

1۔ یعنی اے فرزند آدمؑ ۔2۔ گراں بمعنی دولت والی۔3۔ یعنی پیر ومرشد۔4۔ اے نجدی۔5۔ اے شیعہ۔
6۔ بمعنی قبول کرنے والے اور ماننے والے۔7۔ یعنی غمناک۔8۔ علی مرتضیٰؓ

نشے میں مست ہوں دائم[1] بغیرِ بادہ[2] صاف
اسی سبب سے برا رند کر رہے ہیں طواف

ہیں ایک اہل سقر اور ایک اہل بہشت[3]
مگر بلند ہے دونوں سے صاحبِ اعراف[4]

رموزِ علم لدنی[5] سمجھتا ہے عارف
نہ سمجھا کرمِ کتابی[6] جو مارتا تھا لاف

مرے کلام[7] کو پڑھ کر تڑف رہے فقیر
پڑھا فقیہہ نے جب ہو گیا وہ میرے خلاف

بنے ہیں جاہل صوفی جو آج کل صفدؔر
ازل سے وہم و گماں کا ہے ان کے دل پہ غلاف[8]

1۔ ہمیشہ۔2۔ مذکر۔3۔ تشریح ایک گروہ کا مشاہدہ جلال میں ہے اور دوسرے کا جمال میں ہے۔4۔ مگر درمیان والا جلال و جمال دونوں صفات میں مشاہدہ کرتا ہے اس لیے بلند ہے۔5۔ بمعنی باطنی اشارے علم خداداد خدا کی طرف سے عطا۔6۔ ردی عالم۔7۔ مذکر۔8۔ غلاف بمعنی وہ کپڑا جو تکیے پر چڑھاتے ہیں۔

دیکھ کے روئے یار[1] کو پڑھتا ہوں میں نمازِ عشق
ہے یہ حدیثِ مصطفٰے جس سے کھلا ہے رازِ عشق
عشق تو ذاتِ محض[2] ہے حُسن ہے عِشق کی صِفت
تابِ نظارہ ہے تو دیکھ صورتیں ہیں مجازِ عشق
غمزہ و ناز و دلبری حُسن کی خاص شان ہے
دل ہے رہینِ مہوشاں[3] سینہ میں سوز و سازِ عشق
مجھ سے نہ پوچھ واعظا دیر و حرم کا امتیاز
میں تو سمجھ چکا ہوں اب دیر و حرم جوازِ[4] عشق
چشم[5] خدا نگر[6] عطاء صفدرِ[7] مصطفٰے نے کی
سرمہ ہے اس میں نور کا گردِ رہِ حجازِ عشق

1۔ حدیث ان تعبداللہ آخر تک۔ 2۔ یعنی بالکل خالص۔ 3۔ رہن و گروی حسیناں۔ 4۔ جائز ہوں۔ 5۔ موصوف۔
6۔ صفت۔ 7۔ اے صفدر

یہ نہیں معلوم کتنا ہے وسیع[1] میدانِ عشق
بے سر و سامان رہنا ہے یہی سامانِ عشق
جب پڑی اشیائے عالم پر مری چشمِ یقیں
ذرہ ذرہ میں نظر آیا مجھے عنوانِ عشق
عشق کے مقتل[2] میں زاہد سوچ کر رکھنا قدم
عاشقوں کے خون سے تر ہے یہاں پیکانِ عشق[3]
خیر و شر کو لے گئیں موجیں بہا کر آن میں
اللہ اللہ جوش میں جب آ گیا طوفانِ عشق
مومن و کافر نہیں یاں[4] دیر و کعبہ بھی نہیں
نسبتوں سے پاک دیکھا ہے یہاں دامانِ عشق
کہتا ہے واعظ مجھے گمراہ صفدر اس لیے
شبلیؒ و منصورؒ جیسا ہے مرا عرفان[5] عشق

1۔ کشادہ۔ 2۔ مذکر۔ 3۔ تیر کی نوک برچھی۔ 4۔ یاں مخفف یہاں کا۔ 5۔ مذکر پہچاننا۔

بیٹھا ہے دل میں یار بنا ترجمانِ شوق
کرتا ہے اپنی آپ بیاں داستانِ شوق

مایوس و نامید تھا جس کی تلاش میں
اپنی تلاش سے ملاوہ مہمانِ شوق

اس کو اسی سے پالیا شک سے ملی نجات
کس اوج[1] پر ہے آج مرا آسمانِ شوق

ارض و سما کا نور وہی ایک ذات ہے
پر جانتے ہیں خوب اسے عارفانِ شوق

صفدرؔ تری حقیقت باطن[2] کے ہیں لباس[3]
کثرت میں آ کے تو ہی بنا ہے جہانِ شوق

1۔بلندی۔2۔خدا باطن انسان ہے۔3۔یعنی تمام تعینات۔

بو الہوس پوچھتے ہیں کیا ہے عشق
عشق اللہ ہے مصطفےٰ ہے عشق

عشق دردو بلا نہیں ہرگز
بلکہ ہر درد کی دوا ہے عشق

عشق ہی بے خودی سکھاتا ہے
پاک بازوں کا پیشوا ہے عشق

میں نہ چھوڑوں گا عشق کا دامن
کہے بے عشق گر برا ہے عشق

موج و طوفاں ڈبو نہیں سکتے
موج و طوفاں ڈبو نہیں سکتے
میری کشتی کا نا خدا[1] ہے عشق

خضرؔ کو ہمسفر کروں کیوں میں
راہ منزل سے آشنا ہے عشق

عقل ناپائدار[2] ہے صفدرؔ
از ازل تا ابد بقا ہے عشق

1۔ملاح۔2۔ہمیشہ نہیں قائم۔

وہی ہے عربی و عجمی[1] و تُرکی و تاجیک[2]
وہی ہے ایک ہمیشہ نہیں ہے جس کا شریک
ہے دل کے چاہ میں وہ یوسفِ ازل[3] پنہاں
کہ جیسے چاند ہو پوشیدہ درشبِ تاریک[4]
اسی کا علم و حیات[5] و ارادہ و قدرت
کلام و سمع و بصر سوچ نکتۂ باریک
تو دل پہ کان لگا کر[6] بغور سن آواز
کہ جس کو دُور سمجھتا ہے تُو وہ ہے نزدیک
وہ اپنی جُوع و عطش[7] بھی بتاتا ہے صفدر
اسی کی دَر ہمہ اجسام حرکت و تحریک[8]

1۔ ہر نسبت ذات کی ہے۔ 2۔ یعنی تاجکی تاجیک ملک ہے۔ 3۔ استعارہ یعنی خدا۔ 4۔ سیاہ۔ 5۔ انسان میں یہ سات صفات ذات کی ہیں۔ 6۔ اے مخاطب۔ 7۔ بھوک و پیاس ۱۲ ظلّی شان میں حدیث۔ 8۔ دونوں لفظوں کا معنی ایک ہی ہے

ہے عاشقانِ خدا کی صِفت سدا[1] غمناک
کہ عیش و عشرت[2] دنیا ہے چُوں[3] خس و خاشاک
ہے رنگ زرد[4] دِگر آہ سرد بھی ان[5] کی
ہے تیسری یہ علامت[6] کہ دیدگاں[7] نمناک
روا ہے عشق میں زُنّار درگلو[8] لیکن
روا ہے زُہد میں تسبیح و شانہ[9] و مسواک
دُوئی حجاب ہے یکدم اسے اٹھا دل[10] سے
یہی حجاب ہے دوزخ یہی ہے مرگ و ہلاک
بتا نہ عرش پہ صفدر کو تو خدا واعظ
کہ میرے پیشِ نظر[11] ہے وُہ دلبر[12] چالاک[13]

1۔ ہمیشہ۔ 2۔ مترادف عیاشی۔ 3۔ مانند۔ 4۔ پہلی صفت۔ 5۔ صفت دوسری عشاق کی۔ 6۔ نشانی۔ 7۔ صفت دوسری عشاق کی۔ 8۔ نشانی۔ 9۔ آنکھیں۔ 10۔ یک رنگی و یک جہتی یعنی گلے میں۔ 11۔ کنگھی۔ 12۔ اے مخاطب۔ 13۔ جلوہ نما صورتوں پر۔ 14۔ موصوف۔ 15۔ صفت

جب عقل اور وہم کا ہوتا ہے اَسپ[1] لنگ[2]
پھر عشق رنگ ساز کا چڑھتا ہے خوب رنگ
رحمان[3] کا ہے آئینہ انسان ہی مگر
کرتا خراب ہے اسے حرص و ہوا کا زنگ
زاہد نماز میں نہیں جب تک وصالِ یار
ایسی صلوٰۃ وصوم سے بہتر ہے شغل[4] بھنگ
لمّارہ ایک نفس ہے مجموعۂ بدی
سب اولیا ہی کرتے رہے اس کے ساتھ جنگ
ہوتا نہیں ہے قتل بجز ظلِ[5] پیر نفس
صفدرؔ حسین گھات[6] میں رہتا ہے یہ پلنگ[7]

1۔گھوڑا۔ 2۔لنگڑا۔ 3۔الانسان مراۃ الرحمٰن۔ 4۔کام۔ 5۔سایہ۔ 6۔کمین گاہ۔ 7۔چیتا۔

آج تک سمجھا نہیں زاہد کہاں ہے جائے دل
ہے وہی دل کا ٹھکانہ جس جگہ لگ جائے دل
کعبہ ہے تعمیر ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی
ہے نظر گاہِ خدائے پاک یہ سینائے[1] دل
تو نے اے نادان[2] دل کو پست سمجھا ہے فقط
ہے فرازِ عرش[3] میرے واسطے صحرائے دل
دیکھنا مت دل دکھانا ہے طریقت میں گناہ
عرش ہل جاتا ہے فوراً جب کبھی ہل جائے دل
دو جہاں کو راکھ ڈالیں جلا کر آن میں
دردمندانِ محبت گر نکالیں آہِ دل
آج تک دل کی فراخی کا پتا صفدرؔ نہیں
جس کا ساحل ہی نہیں وہ ہے یہی دریائے دل

1۔کوہِ طور۔ 2۔یعنی اے مخاطب۔ 3۔عرش سے بلند و کشادہ وسعت۔

عشق و مستی کی ہر ادا ہیں ہم
اپنے ہی حسن پر فدا ہیں ہم

مے توحید سے جو ہیں سر مست
ایسے مستوں کے آشنا ہیں ہم

ہم اگر موت[1] سے مریں پہلے
ہر دو عالم میں پھر بقا ہیں ہم

عشق ہے ذات محض اے ہمدم[2]
کوچۂ عشق کے گدا ہیں ہم

اولیاؤں کو مانتے ہیں ہم
غوثِ اعظمؒ کے خاکِ پا ہیں ہم

بحرِ حیرت میں غرق ہیں صفدرؔ
راز کھلتا نہیں کہ کیا ہیں ہم

1۔ موتو اقبل انت موتوا۔ 2۔ العشق ھو الذات المحضۃ قول ابن عربی شیخ اکبرؒ ۱۲ کے رفیق و دوست

حلقۂ کاکل[1] نگار[2] ہیں ہم[3]
عاشقوں کے گلے کا ہار ہیں ہم

ذرہ بن کر دلوں کو گرمایا
چوٹ بن کر ادائے یار ہیں ہم

گاہے ہم ہیں بشکلِ فصل خزاں
گاہے خوش رنگ نوبہار ہیں ہم

زاہد وصل کا گلہ نہ کرو
آؤ ہم تک وصال یار ہیں ہم

معرفت کا بیاں سنو ہم سے
ہاتف غیب کی پکار ہیں ہم

کبھی صفدرؔ تھے کنز مخفی ہم
آج عالم میں آشکار ہیں ہم

1۔ زلف۔ 2۔ معشوق۔ 3۔ یہ سب صفات انسان کی ہیں۔

پوشیدہ آج تک رہے اپنی نظر سے ہم
جلتے رہے فراق میں اپنی شرر[1] سے ہم
پستی ہی جان کر رہے پستی میں مبتلا
ورنہ بلند عرش سے شمس و قمر سے ہم
مظہر تمام اسم کا انسان ہے فقط
کیوں ڈھونڈتے خدا کو رہے دربدر سے ہم
منزل دراز و دور کی کرتے رہے عبور
جب اس سے اس کو پالیا بیٹھے سفر سے ہم
پہچان اپنے نفس کی جب ہو گئی[2] ہمیں
لوٹے شکست کھا کے وصال و ہجر سے ہم
مسجد میں بتکدہ میں حرم میں کنشت[3] میں
دیکھا ہے[4] اپنے آپ کو گزرے جدھر سے ہم
دل میں سقر[5] کے خوف سے صفدرؔ تھی بے کلی[6]
جب اپنا آپ مٹ گیا چھوٹے سقر سے ہم

1۔ چنگاری موت۔ 2۔ من عرف نفسہ۔ 3۔ گرجا۔ 4۔ اپنی حقیقت کو۔ 5۔ دوزخ۔ 6۔ بے چینی۔

ساقیا[1] کرتے ہیں سرخم تیرے میخانے کو ہم
عمر بھر پیتے رہیں گے ترے پیمانے کو ہم
ہے ظہور عشق سے گبرو مسلماں کا ظہور
فرق کر سکتے نہیں ہیں اپنے بیگانے کو ہم
جب حقیقت کھل گئی ہم پر جنوں کی سر بسر[2]
چھوڑ کر کعبہ و مسجد آئے بت خانے[3] کو ہم
ہیں فرشتے روز و شب مصروف طاعت میں مگر
عشق کی آتش میں جلنا درد و غم کھانے کو ہم
باغ میں بھی شہر و ویرانے میں دل لگتا نہیں
اب کہاں لے جائیں صفدرؔ ایسے دیوانے[4] کو ہم

1۔ اے ساقی یعنی پیر طریقت۔ 2۔ تمام۔ 3۔ عالم ظہور کی طرف۔ 4۔ یعنی دیوانے دل کو

وہی احد احمدؐ بن گیا وہی آیا مُلکِ حجاز میں
کہیں غزنوی کے لباس[1] میں کہیں آیا مشکلِ ایاز میں
وہ شماو ما[2] کے حجاب میں ہے چھپا ہوا اُسے ڈھونڈئے
وہی ہے بصورت ہر بشر اسے دیکھ رنگِ مجاز میں
ہر اسم و صفت میں جلوہ گر اسے دیکھتا ہوں جگہ جگہ
کہیں بت پرست ہے دیر میں کہیں سر بسجدہ نماز میں
ہے اسی کی صُورت[3] کی دلکشی ہر تارِ چنگ و رباب میں
ہے قوال نغمہ سرا وہی کہیں سوز میں کہیں ساز میں
یہی راز عام سے تھا چھپا جسے فاش[4] صفدؔر نے کیا
میں اسی کے راز کا راز ہوں[5] وہی راز ہے مرے راز میں

1۔ یعنی احد۔ 2۔ تم اور ہم۔ 3۔ آواز۔ 4۔ ظاہر۔ 5۔ حدیث قدسی الانسان سری وانا سرہ۔

میں ظہورِ حُسن ازل ہوں میں حقیقتوں کا مجاز ہوں
محمود ہے باطن مرا[1] ظاہر میں[2] شکل ایاز ہوں
کیا ہی سکون عدم[3] میں تھا نہ خیال[4] سوز و گداز تھا
وے آ[5] کے مُلکِ ظہور میں کہیں سوز ہوں کہیں ساز ہوں
مجھے دیکھ شوق سے زاہدا کہ میں آئینہ ہوں[6] خدا نما
کبھی چشمِ مست کا ناز ہوں کبھی رُخ پہ زُلفِ دراز ہوں
تجھے ڈر ہے موت کا ہم نشیں وہ نئی حیات[7] کا نام ہے
نہ سنا فنا و بقا مجھے فنا بقا سے فراز[8] ہوں
صفدؔر ہوں عابد شکل سے معبود باطن ہے میرا[9]
سجدہ ہے باطن کو سدا[10] کیا طُرفہ شانِ[11] نماز ہوں

1۔ یعنی حق۔ 2۔ استعارہ یعنی خلق بندہ۔ 3۔ قرار و آرام۔ اعیان ثابتہ صور علمیہ یعنی عدم اضافی ہیں۔ 4۔ مخفف ویکن کا۔
5۔ الانسان مرآۃ الرحمن۔ 6۔ موتو قبل ان تموتو۔ 7۔ بلند۔ 8۔ انسان کا ظاہر عبد ہے اور انسان کا باطن حق ہے قول
اشرف علی تھانوی دیوبندی کتاب امداد المشتاق میں و قول شیخ اکبرؒ۔ 9۔ ہمیشہ۔ 10۔ عمدہ و عجیب

خزاں کا خوف نہیں جس کو وہ بہار ہُوں میں
رہے جہاں میں سدا[1] جو وہ یادگار ہُوں میں
مری ہی ضرب نے کاٹا ہے غیر کے سر کو
بدست خنجر لا شاہِ[2] ذوالفقار ہوں میں
تو[3] میری پیکرِ[4] خاکی کو دیکھتا ہے فقط
تو دیکھ معنی پیکر کہ روحِ یار ہوں میں
کلیم[۰] جس کے تجلی سے ہو گیا بے ہوش
وہ سر سے تابقدم صورتِ نگار[5] ہوں میں
تمام وقت کا میں ابوالوقت[6] ہوں صفدرؔ
نہ منتظر ہوں زماں کا نہ انتظار[7] ہوں میں

1۔ ہمیشہ۔ 2۔ لاموجود الا اللہ۔ 3۔ اے مخاطب۔ 4۔ شکل۔ 5۔ فان اللہ خلق آدم علی صورتہ۔
6۔ وقت کو میں نے تابع رکھا ہوا ہے۔ 7۔ زمانہ وقت کا ابن الوقت نہیں ہوں۔

کائناتِ عشق میں جانباز بن جاتا ہوں میں
حُسن کی دنیا میں بن کر ناز تڑپاتا ہوں میں
رونقِ فرشِ زمیں ہوں شکل انساں میں یہاں
شمع شب افروز بن کر بار بار آتا ہوں میں
قیس[1] و لیلیٰ کوہکن[2] سب نام ہیں میرے[3] یہاں
ہر زمانے میں نئے انداز[4] دکھلاتا ہوں میں
ہے طریقہ پارسائی پارساؤں میں مرا
میکدہ میں رندِ بے آشام[5] کہلاتا ہوں میں
خسروِ دوراں ہوں میں گاہے گدائے بے نوا[6]
آپ ہی کو آپ ہر اک شان میں پاتا ہوں میں
ورد اپنے نام کا کرتا ہوں میں سنتا ہوں میں
ذاکر و مذکور بن کر خود کو بہلاتا ہوں میں
غیرِ حق معدوم[7] مطلق ہے ازل سے تا ابد
ہے وہی صفدرؔ یہاں اس کی قسم کھاتا ہوں میں

1۔ مجنوں۔ 2۔ فرہاد۔ 3۔ یعنی انسان کے لباس میں۔ 4۔ ادائے دلپذیر۔ 5۔ بے نوش۔
6۔ بے سامان۔ 7۔ نیست و نابود کیا ہوا۔

جس[1] کا دل پاک نہ ہو اس کی نظر پاک نہیں
جسم پانی سے کرے پاک مگر پاک نہیں

قائلِ غیرِ خدا گرچہ سحر خیز بھی ہے
ایسے مشرک کی عبادت کا اثر پاک نہیں

کعبہ کا حج ادا پاؤں سے چل کر جو کرے
ہو وہ گستاخِ نبیؐ حج و سفر پاک نہیں

جس کا مرشد نہیں شیطان ہے مُرشد اُس کا
اس کے گھر کھانا نہ کھائیں کہ وہ گھر پاک نہیں

کل یوم ھو فی شان نہ سمجھا زاہد
بولا وہ کور[2] کہ صفدرؔ یہ خبر پاک نہیں

1۔ جس بشر کا۔ 2۔ اندھا۔

معشوق بھی ہوں عاشقِ اندوہگیں[1] بھی ہوں
رہتا ہوں فرش پر کبھی سدرہ[2] نشیں بھی ہوں

بے نام بھی ہوں نام بھی ہرشان و بے نشاں
واحد بھی ہوں کثیر جو پُوچھو نہیں بھی ہوں

ہے خلوت ابتدا مری ہے جلوت انتہا
کرتا ہوں سیر ہر جگہ عُزلت[3] گزیں بھی ہوں

مطلق ہے[4] ذات و قید ہوں جُملہ صفات میں
گر ہر مکاں سے پاک ہوں لیکن مکیں بھی ہوں

صفدرؔ حسین برزخِ کبریٰ بنا ہوں میں
شامل ہے خلق و ساتھ[5] خدا ہم نشیں بھی ہوں

1۔ سب صفات انسان کی ہیں۔ 2۔ منزلِ انتہائے خلق۔ 3۔ یعنی گوشہ نشیں۔
4۔ یعنی ذات سے مطلق ہوں۔ 5۔ یعنی خلق بھی ہوں اور حق بھی باطن میں۔

اے بے تاثیر آ تاثیر[1] ہوں میں
برائے وہم و شک شمشیر[2] ہوں میں

جو ہے ہر نقش و صورت کا مُصَوّر
اسی کے ہنر[3] کی تصویر ہوں میں

کبھی جو گنج کنزاً مخفیاً تھا
اسی کی اب یہاں تفسیر ہوں میں

قلندر ہوں کرامت ہے یہ میری
دلوں کے واسطے[4] تسخیر ہوں میں

تلاش کیمیا نہ کر مُہَوِّس
طلب مجھ سے تگہ اکسیر[5] ہوں میں

نبیؐ کی آل و اولاد علیؓ ہوں
بڑا ہی صاحب توقیر ہوں میں

قیامت کا مجھے صفدرؔ نہیں ڈر
کہ پنجتنؑ پاک کا قطمیر ہوں میں

1۔ یعنی اے بے اثر آدمی میرے پاس آ میں اثر پیدا کرنے والا ہوں۔ 2۔ تلوار۔ 3۔ فن۔
4۔ تسخیر بمعنی دلوں کو قابو کرنے کا علم و عمل۔ 5۔ کیمیا۔ 6۔ یعنی صاحب عزت۔

فقط میں عشق ہی کو مذہب و ایماں سمجھتا ہوں
کتاب عشق کے ہر ورق کو قرآں سمجھتا ہوں

جو آ کر اس جہاں میں عشق کو حاصل نہیں کرتا
میں ایسے آدمی بے عشق کو حیواں سمجھتا ہوں

اگر ہے روح بھی تن میں مگر تن عشق سے خالی
وہ تن مُردار ہے اس تن کو میں بے جاں[1] سمجھتا ہوں

معالج اک مرض کا کرتا ہے درمان مشکل سے
مگر میں عشق کو ہر مرض کا درماں[2] سمجھتا ہوں

جنوں کو تو نے اے ہمدم[3] نہیں سمجھا جنوں کیا ہے
جنوں کی شان کو میں عشق کا عنواں[4] سمجھتا ہوں

سرور دائمی بخشا ہے مجھ کو عشق نے صفدرؔ
سراپا عشق ہوں میں عشق کو یزداں[5] سمجھتا ہوں

1۔ بغیر روح کے۔ 2۔ علاج۔ 3۔ دوست و رفیق۔ 4۔ دیباچہ۔ 5۔ خدا۔

تم ڈھونڈتے ہو جس کو بے سود کوہ و بن[1] میں
جلوہ نما وہی ہے ہر بُت کے بانکپن میں
ہو غیر سے کنارہ پھر ہے وضو تمہارا
دیکھو اسی کو یارو ہر سُو میں ہر گھن میں
بلبل ہوئی ہے عاشق اس واسطے گلوں پر
اس کی مہک[2] چمک ہے ہر گل میں ہر چمن میں
اے بادہ خوارو[3] آؤ وحدت کے میکدہ میں
کیونکہ وہی ہے ساقی رندوں کی انجمن[4] میں
فاعل اسی کو سمجھا باطن میں میں نے صفدر
تاثیر ہے اسی کی ہر شعر و ہر سخن[5] میں

1۔ جنگل۔ 2۔ خوشبو۔ 3۔ یعنی بادہ نوشو۔ 4۔ محفل میں۔ 5۔ سخن یعنی حرف و بیان۔

تو نہ[1] راہی نہ تُو ہے رہ نشیں
تو ہے مغلوبِ گماں اے بے یقیں
تو ہوا و حرص کے زنداں[2] میں ہے
توڑ اس زندان کو اے مردِ دیں[3]
گر ہے تیرا جسم خاکی خاک سے
تیرا باطن ہے اَحد اے ہم نشیں
قلب تیرا عرش ہے اللہ کا
تو مگر اس عرش سے واقف نہیں
اپنے باطن سے جو محرم ہے یہاں
اس پہ ہے سدا آفریں صد آفریں
کعبہ اے صفدر مکاں حق کا نہیں
دل ہی کعبہ ہے اُسی میں ہے مکیں

1۔ مخاطب۔ 2۔ قید خانہ۔ 3۔ اے دیندار مرد۔

دل میں اسرارِ خدا لا انتہا رکھتا ہوں میں
معرفت کا ہر نیا محشر بپا رکھتا ہوں میں

گر بظاہر قطرہ ہوں باطن میں ہو بحرِ عمیق
موج و طوفاں اپنے سینے میں دبا رکھتا ہوں

پھونک ڈالا ہے مری آتش نے غیر اللہ کو
اس لیے اب غیر سے دامن بچا رکھتا ہوں

جو نہیں سمجھے حقیقت آج تک جاہل رہے
ان کو سمجھاتا ہوں میں پردہ اٹھا رکھتا ہوں

علم ظاہر کا نہ سمجھو تم فقط عالم مجھے
علم باطن بے بہا زیرِ قبا رکھتا ہوں میں

سُکر[1] کی حالت میں صفدرؔ محو ہو جاتا ہوں
صحو کی[2] حالت میں سب کو آشنا رکھتا ہوں میں

1۔ مستی ایک حالت باطنی ہے۔ 2۔ صحو یعنی ہوشیاری۔ ایک حالت کا نام ہے۔

میں ازل سے کافر عشق ہوں مجھے کوئی کفر کا غم نہیں
مرا سر ہے سُوئے صنم جھکا مجھے احتیاطِ حرم نہیں

ارے بوالہوس یہ ہوس نہیں ذرا[1] سوچ کر رکھنا قدم
جو کمندِ عشق میں پھنس گیا کبھی اس کو طاقتِ رَم[2] نہیں

سرِ طور جیسا کلیمؑ کا ہوا حال میرا وہی ہوا
اسے دیکھ کر گرا خاک[3] پر کبھی جی اٹھا کبھی دم نہیں[4]

مجھے قتل مقتل[5] عشق میں کیا جب صنم نے تو کہہ دیا
یہ شہید زندہ ہے چپ کرو کہ شہید پر ماتم نہیں

صفدرؔ ہے عاشقِ مصطفےٰ اسے واعظا مُلحد[6] نہ کہہ
پتھر پڑیں تری عقل پر جاہل ہے تُو عالم نہیں

1۔ تھوڑا سا۔ 2۔ بھاگنے کی۔ 3۔ بتوں کی شکل پر۔ 4۔ سانس۔ 5۔ مذکر۔ 6۔ بے دین۔

مقام حیرت

میری ذاتِ احمد[1] سے ہے عُلا نہ اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں
یہاں حامد و محمود کیا نہ اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں
نہ کسی کی طرف نزول ہے نہ کسی کی طرف عروج ہے
میں بلند و پست سے ہوں وراء نہ[2] اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں
نہ میں ہوں اسیر جہات کا نہ حیات کا نہ ممات کا
کہ قیود[3] جملہ سے ہوں رہا نہ اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں
نہیں خلق و خالق کا پتہ کہ میں دونوں سے نہیں آشنا
ہے عجیب عشق کا ماجرا نہ اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں
نہ ہے یہ سرا[4] نہ ہے[5] وہ سرا جہاں احدیت کا مقام لا
یہ عَما ہے مرتبہ غیب کا نہ اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں
نہ میں ایک ہوں کہ شمار ہے میں شمار بھی صفدرؔ نہیں[6]
نہ ہے حد بجا[7] نہ عدد روا نہ اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں

1۔ یعنی میرا باطن حق ہے۔ 2۔ باہر۔ 3۔ جمع قید۔ 4۔ نہ یہ جہاں۔ 5۔ نہ وہ جہاں۔
6۔ ترجمہ۔ اے حرف ندا محذوف ہے یعنی اے صفدر میں گنتی بھی نہیں ہوں۔ 7۔ درست

مرے باطن کو کیوں تم پوچھتے ہو بے نشاں ہوں میں
مگر ظاہر کی نسبت سے بہر نام و نشاں ہوں میں
حقیقت حضرتِ انساں گہری ہے سمندر سے
کنارا ہی نہیں جس کا وہ بحرِ بے کراں ہوں میں
فرشتوں نے کیا سجدہ بڑی تعظیم سے مجھ کو
کہ فی الارض خلیفہ[1] شکلِ آدم بے گماں ہوں میں
خدا نے اپنی صورت پر بنائی ارمغاں[2] ہوں میں
بہر کسوت[3] بہر کشور[4] نئے انداز[5] ہیں میرے
بشکلِ صورتِ انساں انوکھی داستاں ہوں میں
کبھی مغرب کبھی مشرق کی جانب سفر کرتا ہوں[6]
غبارِ راہ میں جس کے دو جہاں وہ کارواں ہوں میں
تجھے نے[7] کی طرح اپنی حکایت ہی سناتا ہوں
کہ اپنی ہی جدائی کی شکایت کا بیاں ہوں میں
پئے[8] تعمیرِ عالم[9] منتخب مجھ کو کیا صفدرؔ
زمیں کو میں نے دی زینت کہ معمارِ جہاں ہوں میں[10]

1۔ آدم کا بیٹا بھی تو آدم ہے۔ 2۔ ہر لباس۔ 3۔ ہر ولایت میں۔ 4۔ مرتبے۔ 5۔ یہ میرا باطن بے کیف ہے جہاں آسماو
صفات غروب ہیں یہ مشرق میرا ظاہر ہے جہاں ہر نسبت سے منسوب ہوں۔ 6۔ بانسری۔ 7۔ یعنی برائے۔ 8۔ یعنی
انسان کو۔ 9۔ انسان معمار ہے جس نے باغات و مکانات وغیرہ سب تعمیر کیے۔

جمالِ ذات ہوں میں نورِ مصطفےٰؐ ہوں میں
گواہ حدیث[1] ہے تصویرِ کبریا ہوں میں
تمام خلق سے پہلے جو کنز تھا مخفی
وہی ہوں کنز مجھے دیکھ[2] بر ملا[3] ہوں میں
خدا ہے باطنِ انسان اور ظاہر بھی
یہی ہے سرِ حقیقت کہ پاگیا ہوں میں
تو مجھ سے پوچھ پتا بے پتا تلاش[4] نہ کر
اے ہم نشین خدا کا یہاں پتا ہوں میں[5]
فنا کا خوف نہیں میرے دل میں اے صفدرؔ
کہ ہست و نیست کی دنیا سے ماوراء ہوں[6] میں

1۔ فان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ۔ 2۔ خزانہ بصورت انسان ظاہر ہوا۔ 3۔ سامنے۔
4۔ یعنی خدا کی تلاش۔ 5۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ 6۔ باہر

باغور و خوض دیکھ ذرا مجھ کو کیا ہوں میں
انسان کے لباس میں شانِ خدا ہوں میں
معنیٰ بھی میری صورتِ بشری میں ہے نہاں
شک دور کر کے دیکھ کہ عین اللقاء[1] ہوں میں
سیر و عروج کے لیے آیا ہوں دھر میں
سب نسبتوں کے باغ میں جلوہ نما ہوں میں
موجود جز وجود خدا دوسرا نہیں
معدوم[2] جس کا غیر سدا[3] وہ خدا ہوں میں[4]
صفدرؔ حسین ذات مری ہے فنا سے پاک
ہر صورتِ جمیل وحسیں[5] میں چھپا ہوں میں

1۔ یعنی ذات کا دیدار۔ 2۔ نیست ونابود۔ 3۔ ہمیشہ۔ 4۔ باطن میں حق ہوں ظاہر میں خلق ہوں۔ 5۔ آرزوئے ذات

کر ترک[1] ناز اپنا عجز و نیاز بن
اے یار دل سے عاشق شاہ حجاز[2] بن

آئینہ توڑ اپنا سنگِ حبیب سے
پھر ہو کے باقی باللہ آئینہ ساز بن

دنیا و آخرت کی اُلجھن[3] سے دور ہو
اے[4] پی کے مُوتُوا قَبل عُمرِ دراز بن

ہرگز تری[5] عبادت مقبول حق[6] نہیں
معبود و عابد[7] اپنا اپنی نماز بن

حُسنِ ازل کا جلوہ ہے بتکدے[8] میں لیکن
اے طالب حقیقت پہلے مجاز بن

اب چھوڑ دے اے صفدر صحرانوردیاں
مثلِ چراغ جل کر محفل گداز بن

1۔ اے مخاطب۔ 2۔ نبی کریمؐ۔ 3۔ پیچیدگی۔ 4۔ خراب۔ 5۔ اے مخاطب۔ 6۔ یعنی خدا۔
7۔ باطن ترا معبود ہے صورت عابد ہے۔ 8۔ یعنی عالم ظہور میں۔

نہ میں بیاں ہوں کسی کا نہ ترجماں ہُوں میں
مگر میں آپ ہی نکتہ ہوں نکتہ داں ہوں میں

یقین و وہم کا قصہ نہ چھیڑ اے واعظ
نہ میں گماں ہوں کسی کا نہ بے گماں[1] ہوں میں

بلا کے آپ کو میں آپ اپنی دعوت میں
نہ مہماں ہوں کسی کا نہ میزباں ہوں میں

نئی حیات کا ہے نام موت اے ہمدم[2]
نہ مر سکا جو اجل[3] سے وہ جاوداں[4] ہُوں میں

تصوّرِ رخ جاناں نہ پُوچھ[5] صفدر سے
کہ آپ ہی رُخِ جاناں یہاں وہاں ہوں میں

1۔ کوئی کا وجود نہیں ہے۔ 2۔ دوست۔ 3۔ موت۔ 4۔ ازروئے ذات۔ 5۔ اے مخاطب

مجھے نہ پوچھ کہاں سے کہاں گیا ہوں میں
کہ منزلوں کی حدوں سے گزر چکا[1] ہوں میں

وہی جمال جسے کہتے ہیں جمالِ خدا
اُسی جمال کی رنگینیِ ادا ہوں[2] میں

نگاہِ خود نگری[3] ہی مجھے مبارک ہو
یہی ہے رازِ نہفتہ[4] کہ کہہ گیا ہوں میں

پیامِ عشق سناتا ہوں عشق والوں کو
جہاں میں ہاتفِ غیبی کی اک ندا ہوں میں

صدائے طور بھی دل کی صدا سے اے موسیٰ
اسی صدا کو ہمہ وقت سن رہا ہوں میں

جو محض صُورتِ بشری کو دیکھتے ہیں فقط
سمجھ میں بات نہ آئی کہ اصل کیا ہوں میں

مرا علاج مسیحانہ کر سکا صفدؔر
دلِ حزیں کی قسم دردِ لا دوا ہوں میں

1۔ سکون حرام علیٰ اولیاء اللہ ۔ 2۔ بصورت انسان ۔ 3۔ اپنے آپ کو دیکھنے والی ۔ 4۔ پوشیدہ ۔

معشوق سامنے ہے نظر مطمئن نہیں
حیران ہوں کہ کیوں یہ جگرا[1] مطمئن نہیں

پروانے جل کے راکھ ہوئے ہیں چراغ پر
پھر بھی مگر چراغِ سحر مطمئن نہیں

لاکھوں بنا کے توڑ دیئے ہیں تعینات
لیکن ابھی قضا و قدر مطمئن نہیں

میرے جنوں کی سیر[2] حدوں سے گزر گئی
جس پہ ابھی تو عزمِ[3] سفر مطمئن نہیں

صفدؔر نہیں ہے باغِ جہاں میں سکونِ[4] دل
گر ہے بہار میں تو مگر مطمئن نہیں

1۔ کلیجہ ۔ 2۔ سوختہ ۔ 3۔ ارادہ ۔ 4۔ آرام ۔

کون کہتا ہے خدا کا یہاں دیدار نہیں
ہر صور جلوہ نما ہے کوئی اغیار نہیں
ذرے ذرے سے انا الحق کی صدا آتی ہے
کاش منصورؒ سا اب محرمِ اسرار نہیں
وصل ہوتے ہوئے بھی فصل[1] ہے زاہد کیلئے
جب تلک ہستیٔ موہوم سے بیزار نہیں
فقر محتاج نہیں حُورِ جناں اے زاہد
فقر[2] کی شان سے تو ہائے[3] خبردار نہیں
عام شُعرا[4] کی طرح ہی نہیں صفدرؔ کا کلام
ہر سخن[5] غور سے پڑھ عام یہ اشعار نہیں

1۔ جدائی و ہجر۔ 2۔ بمعنی فقیر۔ 3۔ افسوس۔ 4۔ جمع شاعر۔ 5۔ بمعنی حرف و بیان

آپ ہی پابند ہیں ہم آپ ہی آزاد ہیں
آپ ہی ناشاد[1] ہیں ہم آپ ہی ہم بشاد[2] ہیں
آپ اپنا صید[3] ہیں ہم آپ اپنا ہیں کمند[4]
آپ اپنا قفس ہیں ہم آپ ہی صیاد[5] ہیں
آپ مقتل[6] آپ ہی ہم قاتل و مقتول ہیں
آپ ہی تیغ و تبر[7] ہیں آپ ہی جلاد ہیں
آپ ہی کو آپ دیتے ہیں سبق عرفان کا
آپ ہی شاگردو مکتب آپ ہی استاد ہیں
ہیں یہ سب صفتیں ہماری دنیا میں صفدرؔ حسین
آپ ہی آباد ہیں ہم آپ ہی برباد[8] ہیں

1۔ ناخوش۔ 2۔ خوش۔ 3۔ شکار۔ 4۔ پھندا اور جال۔ 5۔ شکاری۔ 6۔ قتل کی جگہ۔ 7۔ کلہاڑی۔ 8۔ یعنی ویران

نماز میں جو ترا[1] دیکھتا جمال نہیں
نماز اس کی بجز ظن[2] و احتمال[3] نہیں

نشان پاتا نہیں ہے جو اپنے باطن کا
ہزار سال کرے زہد اہلِ حال نہیں

پہن کے صوف[4] جو صوفی کا لقب بھی پائے
وہ معرفت کے سوا مردِ باکمال نہیں

کرتا ہے حاج طوفِ حرم[5]
طواف کوچۂ دلبر سے وہ نہال[6] نہیں

وہ بزم بزم نہیں مزبلہ[7] ہے اے صفدرؔ
کہ جس میں عشق[8] و محبت کی قیل و قال نہیں

1۔ اے خدا ۲۱ ان تعبد اللہ ۳۱ حدیث۔ 2۔ گمان۔ 3۔ وہم۔ 4۔ اونی کپڑا یا کھدر۔ 5۔ حاجی ۱۲ یعنی طواف۔
6۔ کامیاب۔ 7۔ مزبلہ یعنی گوبر پھینکنے کی جگہ۔ 8۔ یعنی جس بزم میں۔

عرفان کو چھپا کے گنہگار کیوں بنوں
میں ہوں فقیر کار سے بیکار[1] کیوں بنوں

میخانۂ ازل کی شرابِ طہور کا
ساقی سے جام پی کے میں ہشیار کیوں بنوں

سر سے پا[2] ہوں صورتِ معشوق لم یزل[3]
اب میں کسی[4] کا طالبِ دار کیوں بنوں

میں تو خدا کو پوجتا ہوں اپنی شکل پر
معقول حق[5] کا تجھ سا پرستار کیوں بنوں

صفدرؔ نہیں ہے نعمت و دولت کا کچھ گلہ
قاسمِ رسولؐ پاک ہیں نادار[6] کیوں بنوں

1۔ نکما۔ 2۔ پاؤں تک۔ 3۔ خدا کی۔ 4۔ کوئی بے ہی نہیں۔
5۔ انما انا قاسم واللہ یعطی حدیث قاسم نکرہ ہے ہر چیز کے قاسم ہیں۔

بحرِ بے پایاں[1] ہوں جس کا کوئی ساحل ہی نہیں
ایسا راہی ہوں کہ جس کی کوئی منزل[2] ہی نہیں
علم سے عالم کی صورت پر عیاں معلوم ہوں
پھر بھی بے کیفی مری اس طرف مائل ہی نہیں
ہر جگہ موجود[3] ہوں محسوس ہوں شہود ہوں
فرقِ قُرب و بُعد[4] ہرگز مجھ کو حائل ہی نہیں
میری گمراہی نہ پوچھو ہے یہ گمراہی عجب
ترکِ دنیا اور عُقبےٰ[5] کا بھی قائل ہی نہیں
مانگتا ہوں میں خُدا سے ہی خُدا صفدؔر حسبِ
ماسوا[6] اس کے کسی حاجت کا سائل ہی نہیں

1۔ دریا ۱۲ آرزوے ذات وباطن۔ 2۔ منزل ٹھر جانے کا نام ہے۔ 3۔ آرزوئے ذات۔ 4۔ نزدیک ودور۔
5۔ طالب المولیٰ مذکر۔ 6۔ علاوہ وبغیر

علم جو پیر سے ملتا ہے عبادت میں نہیں
ہے یہی علم لدنی جو حقارت[1] میں نہیں
علم ظاہر پہ فخر کرتا ہے عالم تو بجا[2]
پر یہاں[3] عالمِ باطن بھی خسارت میں نہیں
گرم جوشی نہ دکھا واعظا[4] منبر پہ مجھے
عشق کی بات کوئی تیری جسارت[5] میں نہیں
میں ہوا غیر سے فارغ تو بدن پاک ہوا
کاش زاہد ہے جنابت میں طہارت[6] میں نہیں
جان و دل دے کے فقط عشق خریدا صفدؔر
یہ وہ ساماں[7] ہے جو دنیا کی تجارت میں نہیں

1۔ نفرت کرنا وحقیر جاننا۔ 2۔ درست ہے۔ 3۔ پر بمعنی لیکن اردو لغت میں۔ 4۔ درست ہے۔ 5۔ دلیری ومردانگی۔
6۔ اپنا ہونا بھی ثابت کرتا ہے اور خدا کا ہونا بھی ثابت کرتا ہے ۱۲۔ 7۔ یعنی عشق۔

زاہد[1] وصال محال[2] ہے بے مرگِ وصل[3] صَنَم نہیں
اسی راز کو جو سمجھ گیا بخدا اُسے کوئی غم نہیں
مَلکُوت[4] و مُلک[5] میں کوئی شے نہیں غیر غیر کا ذِکر کیا
وہ وجود[6] جبکہ وجود ہے کہیں تم نہیں[7] کہیں ہم نہیں
کبھی لامکاں کبھی ہے مکیں کبھی ہے چناں کبھی ہے چُنیں
ہے جگہ جگہ وہی جلوہ گر تخصیصِ دیر و حرم نہیں
متفق سلف کے ثِقات[8] ہیں اسی کل کی جزویات ہیں
جس طرح موج و حباب سب بنتے سوائے یَم[9] نہیں
باطن میں ہے وہی کبریا ظاہر میں ہے وہی مصطفےٰؐ
ہے دراز عشق کا ماجرا صفدرؔ رہین[10] قلم نہیں

1۔اے زاہد۔2۔دشوار و ناممکن۔3۔موتوا قبل ان تموتوا ۱۲۔4۔عالم ملائکہ۔5۔ناسوت عالم دنیا ۱۲۔
6۔جہاں ذات ہے وہاں ہم تم اشارے نہیں ہیں۔7۔معتبر لوگ۔8۔یعنی دریا و پانی۔9۔رہن و گروی۔

نشاں دیکھ کر بے نشاں تک گیا ہوں
مکاں دیکھ کر لامکاں تک گیا ہوں
جہاں بال و پر جلتے ہیں قُدسیوں[1] کے
بحمد اللہ اس آسماں[2] تک گیا ہوں
نہ سجدہ نہ ساجد نہ مسجود دیکھا
میں ایسے بھی سرِّ نہاں تک گیا ہوں
جہاں کوئی نسبت نہیں دو جہاں کی
مرا ہے وہ باطن وہاں تک گیا ہوں
اَرے دوستو سیر[3] صفدرؔ نہ پوچھو
ابھی تو فقط درمیاں تک گیا ہوں

1۔یعنی فرشتوں کے۔2۔یعنی اس بلند حقیقت تک۔3۔موتث۔

تجھ کو جب میں ڈھونڈھتا ہوں آپ کو پاتا ہوں میں
آپ کو جب ڈھونڈتا ہوں تو تجھے پاتا ہوں میں
کیا کہوں تو ہے کہ یا میں ہوں بتا سکتا نہیں
ہو کے چپ میں تُو کے جھگڑے سے گزرتا جاتا ہوں میں
بُغت سے اِک ہو کے[1] جب پڑھتا ہوں میں اپنی نماز
اپنے سجدے اپنے ہی آگے کیے جاتا ہوں میں
گر شجر[2] کہہ دے اناالله ہے روا اس کے لیے
میں اگر کہہ دوں انا الله[3] دار[4] پر آتا ہوں میں
دیکھ کر اپنا ہی جلوہ حسن[5] کے بازار میں
آپ پر خود آپ صفدرؔ مُفت بک جاتا ہوں میں

1۔اپنے آپ کو ترک کر کے۔2۔درخت۔3۔میں اگر کہہ دوں کہ میں الله ہوں باطن پر نظر رکھ کر۔
4۔سولی۔5۔نظارہ اور دیدار

مکاں[1] ہے قید آزادِ مکاں بن
جہاں سے گزر آزادِ جہاں بن
ٹھکانہ ہے ترا لاہوت ابدی[2]
اسیرِ خاکدان نہ خاکداں بن
متاعِ عقلِ جزوی کو لٹا کر
نشان و بے نشاں کا راز داں بن
تو کیوں الجھا[3] ہوا ہے آب و گل میں[4]
اے مسجودِ ملائک اپنی شاں[5] بن
غلامِ دوش و فردا[6] بن نہ ہرگز
تو اپنے وقت کا ہی پاسباں بن[7]
نہ کر دل میں خزاں کا خوف صفدرؔ
بہارِ ذات ہے تُو بے خزاں بن

1۔اے ہمدم۔2۔عالم ذات و عالم روح۔3۔یعنی پھنسا ہوا۔4۔عناصر میں۔5۔یعنی شان۔
6۔گزشتہ یعنی ماضی اور آئندہ مستقبل۔7۔یعنی ابوالوقت۔

تری گلی کو صنم[1] ہم جناں[2] سمجھتے ہیں
حریم[3] ذات[4] ترا آستاں سمجھتے ہیں
شرابِ عشق کی مستی نہ پوچھ اے زاہد
یہ وہ مزا ہے جسے مے کشاں[5] سمجھتے ہیں
جو دے چکے ہیں محبت کی راہ میں سر اپنا
دو بارہ موت کو وہ اب کہاں سمجھتے ہیں
ڈرانہ ہولِ قیامت سے ہم کو اے واعظ
اسے تو بزمِ طرب[6] راز داں سمجھتے ہیں
بغیر دید جسے سمجھتے تھے خُدا صفدرؔ
اسی کو پیرِ طریقت یہاں سمجھتے ہیں

1۔ مراد پیرِ طریقت۔ 2۔ جنت۔ 3۔ گھر۔ 4۔ خدا کا۔ 5۔ شرابی۔ 6۔ قیامت کو خوشی کی محفل ۱۲۔

اک نیا آفاق[1] پیدا کر کہ ہے معمار[2] تو
ظلمتِ وہم و گماں کا نور بن اے یار تو
نفس لمّارہ[3] ترا نمرود و خواہش نار[4] ہے
مثل ابراہیم کر اس نار[5] کو گلزار تو
غمکدہ[6] عشرت کدہ[7] بن جائے تیرے واسطے
اپنے غم کا آپ ہی بن جائے گر غمخوار تو
دل کے آئینہ کو کر گردِ دوئی سے پاک و صاف
ذات کا آئینہ[8] ہے تو ذات کا دیدار تو
لیس فی الدارین الا اللہ پہ صفدرؔ کر یقیں
پھر بلاشک عاشق و معشوق گر خسار[9] تو

1۔ زمانہ۔ 2۔ اے مخاطب ۱۲۔ 3۔ استعارہ ۱۲۔ 4۔ آگ۔ 5۔ غم کا گھر۔ 6۔ عیش کا گھر۔
7۔ الانسان مرات الرحمن۔ 8۔ یعنی تو ہی ہے۔

تیرے در پہ مالک جزو[1] وکل یہ مری جبینِ نیاز ہو
ترا رخ رہے مرے سامنے[2] یہی پنجگانہ نماز ہو
تو ہی مہوشوں کا غرور ہے تو ہی عاشقوں کا سرور ہے
مری روح تری اسیر ہو تو کمندِ زلف[3] دراز ہو
نہ خیال حرص و ہوس رہے نہ عناصروں کا قفس رہے
ترے ذکر و فکر ہیں روز و شب رہوں محو سینہ گداز ہو
دل و دیدہ میں ترا نور ہو یہی نُور جلوہ طور ہو
نہ رہے مجھے غمِ دو جہاں ترا راز ہی مرا راز[4] ہو
فقط ایک ہے یہی آرزو ترے پیش صفدرؔ زار[5] کی
نظر آ لباس مجاز میں وہ لباس ماہ حجاز[6] ہو

1۔ یعنی خدا۔ 2۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ 3۔ بتوں کی صورت پر۔
4۔ الانسان سری و انا سرہ حدیث قدسی۔ 5۔ کمزور۔ 6۔ یعنی نبی کریمؐ

ساقیا ہوش[1] ربا بادہ[2] و جام ایسا ہو
جس کو پی کر نہ رہوں میرا مقام ایسا ہو
رہ پہ چلتا ہی رہوں میں نہ کہیں رُک جاؤں
قید منزل نہ رہے میرا دوام ایسا ہو
عشق ہو ذات[3] مری حُسن صفت ہو میری
زندگانی کا فقط میرا نظام[4] ایسا ہو
بندہ ظاہر میں رہوں اور بباطن آقا
اپنا ہی آپ کو سجدہ ہو امام ایسا ہو
ملتمس[5] آپ کا میں آپ رہوں اے صفدرؔ
آپ سے آپ کروں بات کلام ایسا ہو

1۔ اے ساقی یعنی پیر طریقت۔ 2۔ ذکر۔ 3۔ ہمیشگی ذکر۔ 4۔ العشق ہو الذات قول ابن عربیؒ۔
5۔ انتظام۔ 6۔ التماس کرنیوالا عرض کرنے والا۔

پڑھ[1] اس طرح نماز کہ[2] سر کو خبر نہ ہو
ہو محو[3] اس طرح کہ خبر کو خبر نہ ہو

صحرائے عشق پاؤں سے ہوتا نہیں عبور
چل اس طرح[4] کہ تیرے سفر کو خبر نہ ہو

اس دلربا کو کھینچ تفکر[5] میں اس طرح
آئے وہ دل میں دیدہ تر کو خبر نہ ہو

اس کی بصر[6] سے دیکھنا اُس کو نہیں محال
تو دیکھ اس طرح کہ نظر کو خبر[7] نہ ہو

صفدرؔ میانِ عاشق و معشوق ہیں رمُوز[8]
آکر سنے خضرؑ تو خضرؑ کو خبر نہ ہو

1۔اے مخاطب۔2۔یہ نماز دائمی ہے۔3۔یعنی اس طرح مٹ جانا۔4۔اندر ہی اندر چل۔5۔سوچ و غور و خوض۔
6۔بصر حقی ہے۔7۔بصر حقی اور نظر خلقی ہے۔8۔رموز جمع رمز اشارات پوشیدہ۔

علم والوں نے کہا علم کا عالم مجھ کو
عشق والوں نے کہا عشق کا محرم مجھ کو

مرحبا عشق ترے فیض سے ہے عُمر دراز
تو نے بخشا ہے عجب ذوقِ تکلّم مجھ کو

بت پرستی میں مجھے کرتے ہیں بدنام تو کیا!
حق پرستی ہے یہی اب نہ رہا غم مُجھ کو

جستجو یار کی تو مجھ سے سخن[2] فہم نہ پوچھ
اس کا جب کھوج نکالا تو کیا گُم مجھ کو

فِسق[3] کو عشق نہ کہہ عشق کی توہین نہ کر
عشق ہے ذات کیا[4] جس نے مکرّم[5] مجھ کو

ہے اناالحق[6] بھی روا اور ھوالحق[7] بھی روا
دیکھ کر دارو رسن آیا تبسّم مجھ کو

خلوت خاص میں الہام ہوا اے صفدرؔ
دیکھ تو صورتِ انسان[8] پہ ہر دم مجھ کو

1۔یعنی لوگ۔2۔بات سمجھنے والے۔3۔گند کو اے مخاطب ۱۲۔4۔العشق ھو الذات ابن عربی شیخ اکبرؒ۔
5۔عزت والا۔6۔کسی مقام پر۔7۔یہ بھی جائز۔8۔اللہ نے کہا الہام میں۔

ازل سے کھینچ لائی ہے یہاں مہر[1] بتاں مجھ کو
کہاں میں تھا مگر یہ شوق لایا ہے کہاں مجھ کو
کہیں کثرت میں شامل ہوں کہیں وحدت میں یکتا ہوں
بنایا ان مراتب نے انوکھی[2] داستاں مجھ کو
خدا کی روح[3] بھی ہوں شکل بھی ہوں راز[4] بھی اس کا
اِسی معراج نے بخشی بہارِ بے خزاں مجھ کو
جہاں سے اٹھ گئی ہے طور کے جلوے کی پابندی
وہی جلوہ نظر آیا بہر صورت عیاں مجھ کو
سُنا واعظ نہ کوئی داستاں حورانِ جنت کی
سنانا ہے تو میرا ہی سنا دے اب بیاں مجھ کو
دوئی کا کان سے پردہ اٹھا کر سُن حقیقت کو
حقیقت نے عطا کی ہے حقیقت کی زباں مجھ کو
ولی مرتا نہیں صفدر ولی ہے اسم اللہ کا
اسی ہی نام نے بخشی حیاتِ جاوداں مجھ کو

1۔ محبت۔ 2۔ عجیب۔ 3۔ ونفخت فیہ من الروحی ۱۲۔
4۔ فان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ ۱۲ الانسان سری وانا سرہ۔

وہ کیا نماز ہے دل کا[1] اگر حضور نہو
وہ کیا ہے ذکر کہ جس ذکر میں سرُور[2] نہو
یہی دعا ہے ترے پیش ہر گھڑی یارب
ترا خیال ہو لیکن خیالِ حور نہو
نہو یہاں کا مجھے غم نہو وہاں مجھے
ترا ہو قرب[3] ہمیشہ مگر وہ دُور نہو
تو اپنے عشق کی مے[4] اے خُدا پلا کے مجھے
بنا دے مست[5] کہ اپنا مجھے شعور[6] نہو
گناہ گار ہے صفدر تُو ہے غفور[7] و رحیم[8]
وہ کیا ہے بخشش مجھ سے اگر قصور نہو[9]

1۔ ترجمہ دل کا اگر خدا کی طرف حاضر ہوتا نہیں تو وہ کیا نماز ہے۔ 2۔ ذکر بمعنی یاد کرنا اور ورد و وظیفہ کا پڑھنا ۱۲ سرور بمعنی خوشی مستی نشہ۔ 3۔ قرب بمعنی نزدیک ہونا اور پاس ہونا ۱۲۔ 4۔ شراب۔ 5۔ بے ہوش۔ 6۔ جاننا ۱۲۔ 7۔ بخشنے والا ۱۲۔
8۔ رحم کرنے والا۔ 9۔ گناہ اور خطا۔

طریقت کا حقیقت کا یہی پیغام ہے یارو
خدا کو ہی خدا سے دیکھنا انجام[1] ہے یارو
جسے تم غیر سمجھے ہو اٹھو سر کاٹ دو اس کا
پکڑ لو ہاتھ میں لا کی[2] بڑی صمصام[3] ہے یارو
نہ پوچھو نام میرا چھوڑدو اے پوچھنے والو
کہ بے نام و نشاں رہنا ہی میرا نام ہے یارو
ازل سے دولت عرفان حق نے بخش دی مجھ کو
بحمداللہ یہ میرے واسطے انعام ہے یارو
مجھے مشرک سمجھتا ہے بتوں[4] کے عشق میں واعظ
مگر عشق بتاں میرے لیے اسلام ہے یارو
مرا پیر طریقت ساقی[5] میخانہ[6] وحدت[7]
مئے وحدت سے پُر ہر وقت میرا جام ہے یارو
مرا عالم نرالا[8] ہے جہاں پہنچا ہوں میں صفدر
نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا[9] نہ صبح و شام ہے یارو

1۔ آخر۔ 2۔ لاموجود الا اللہ۔ 3۔ تلوار۔ 4۔ انسانی صورتیں۔ 5۔ مضاف۔ 6۔ معناف۔
7۔ مضاف الیہ۔ 8۔ انوکھا و عجیب۔ 9۔ یعنی نہ وہ آخرت کا گھر۔

چھوڑ کر حاضر[1] کر غائب پر فقط نازاں ہے تو
تجھ کو کیا سمجھاؤں اپنے آپ سے پنہاں ہے تو
اپنی اصلیت سے تو محرم نہیں اے بے خبر
بے بہا موتی ہیں تجھ میں[2] پر تہی داماں[3] ہے تو
بے یقینی کا ہے رعشہ[4] ترے دل میں بے یقیں
کانپتا ہے دل ترا پندار[5] کا زنداں[6] ہے تو
ڈھونڈتا ہے تو خدا کو وائے[7] نادانی تری
جستجو اپنی نہ کی تو نے بڑا ناداں[8] ہے تو
تو ہی اے غافل[9] مسمّےٰ ہے تمام اسماء کا
مظہر جامع ہے تو ہر شان کے شایاں[10] ہے تو
ترک کر اس بحث کو صفدر قلم کو روک لے
تو سمجھتا ہے جسے جاناں وہی جاناں[11] ہے تو

1۔ اے مخاطب۔ 2۔ پر بمعنی لیکن ۱۲۔ 3۔ خالی ۱۲۔ 4۔ ایک مرض ہے۔ 5۔ خیال و گمان کا۔ 6۔ قید خانہ۔ 7۔ افسوس۔
8۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ 9۔ اے مخاطب۔ 10۔ لائق و قابل تعریف۔ 11۔ باطن میں حق۔

جسے[1] تو سمجھتا ہے عرش پر وہی مستِ ناز[2] ہے رُو بہ رُو
کبھی ہے نماز میں قبلہ رُو کبھی[3] ہاتھ میں جسام[4] و سبُو
وہی صورتوں پہ ہے جلوہ گر یہی صورتیں ہیں تجلیاں
اسے دیکھ غور سے ہم نشیں کہیں حُور وش[5] کہیں ماہ رو[6]
وہی ہے جلال کی صفت میں وہی ہے جمال کی روشنی
ہے بتوں کی شکل پہ راہزن[7] کہیں تُند و خُو[8] کہیں نرم خو
رہِ عشق میں وہی غزنوی رہِ حسن میں وہ ایاز ہے
وہی اپنے آپ میں لُٹ گیا کہیں تُو بکو
کھلی جب حقیقت منتظر نظر آئی رنگِ مجاز میں
ہوئی عید دید کی ہر جگہ تو خوشی میں اُچھل گیا لہو
وہی بن کے صفدؔر پر وہ در[9] تجھے راز اپنا بتا گیا
ذرا[10] سوچ کر یہ کلام پڑھ کہیں تبصرہ کہیں گفتگو

1۔اے مخاطب۔2۔بتوں پر جلوہ نما۔3۔سب صفات اسی کی ہیں۔4۔مٹکا و کوزہ۔5۔حور کی مانند۔
6۔چاند جیسا چہرہ7۔ڈاکو۔8۔سخت خو۔9۔پردہ پھاڑنے والا۔10۔تھوڑا سا۔

مظہرِ اسما ہے تو اے[1] نیک خُو
ڈھونڈتا پھرتا ہے کس کو کُوبکُو
شان حق سے شان تیری ہے بنی
کاش تو سمجھا نہ اپنی آبرو[2]
غیرِ حق دل سے مٹا دے اے عزیز
تا کہ تجھ پر فاش[3] ہوں اسرار ہو
جس نے پہچانا ہے اپنے آپ کو
ہو گیا وہ دو جہاں میں سر خرو[4]
اپنے باطن[5] کو سمجھ مسجود تُو
پڑھ نماز اپنی تُو اپنے روبرو
ہے یہی تعلیم علمِ معرفت
اور صفدؔر علم ہیں سب گفتگو[6]

1۔اے مخاطب۔2۔عزت۔3۔ظاہر۔4۔کامیاب۔5۔انسان کا باطن حق اور ظاہر عید ہے۔6۔بات چیت

ازل سے میں ہوں بتوں[1] کا عاشق مزاج میرا ہے عاشقانہ
بنایا مجھ کو خدا نے عارف کلام میرا ہے عارفانہ
کبھی شریعت کبھی طریقت کا درس دیتا ہوں دوستوں کو
یہی طریقہ ہے اولیا کا اسی کا مشتاق ہے زمانہ
فقر ہے سب مرتبوں سے اعلیٰ فخر کہا مصطفےٰؐ نے جس کو
اسی فقر کے طفیل مجھ کو لقب ملا ہے قلندرانہ
مجھے دکھاتا ہے شیشۂ دل جمال اسرار باطنی کا
تری نظر[2] میں دل ذرا[3] سا مگر وہ دریا ہے بیکرانہ[4]
سنا دیا گوشِ منتظر کو تمام مضمون میں نے صفدرؔ
لباس میرا اگر ہے سادہ دماغ میرا ہے خسروانہ[5]

1۔انسانی صورتیں۔2۔اے مخاطب۔3۔یعنی چھوٹا سا۔4۔جس کا کوئی کنارہ نہ ہو۔5۔بادشاہوں جیسا۔

بنایا عشق نے مجھ کو سراپا مست و دیوانہ
نہیں اب امتیاز اپنے کا مجھ کو نہ ہی بیگانہ
شہیدانِ خدا کی شان کو اے دوستو دیکھو
چلے ہیں عشق کے مقتل[1] میں لیکر سر کا نذرانہ
کیا مال و منال[2] اپنا خدا کی راہ میں قربان
ہوئے بے خانماں[3] جن کا کبھی تھا کاخ[4] شاہانہ
وہ جلنے سے نہیں ڈرتے وہ مرنے سے نہیں ڈرتے
تجلی طور کا گر دیکھ لیں وہ بے حجابانہ
اٹھا جب آخری پردہ تو حیرت چھا گئی مجھ پر
کہ نکلی داستاں[5] ساری ہی اس کی میرا افسانہ[6]
تماشائی تماشا[7] ایک ہی آیا نظر صفدرؔ
وہی طالب وہی مطلب وہی مطلوب و جانانہ

1۔ذکر۔2۔اسباب۔3۔بے گھر۔4۔محل۔5۔مونث۔6۔قصہ ذکر۔7۔نظارہ دیکھنے والا اور نظارہ

ہوئی حضرت عشق کی ایسی عطا کیا دونوں جہان سے بیگانہ
سرِ ممونہ رہا مری ہستی کا کیا خوب پلایا پیمانہ
مجھے وصل کی حاجت ہی نہ رہی اندوہِ فراق بھی جاتا رہا
نظروں سے تمام حجاب اُٹھے ہر رنگ میں دیکھا جانانہ
اعیان[1] میں جو کبھی ساتر تھا اکوان میں اب وہ ظاہر ہے
وہی شیخ و برہمن وزاہد ہے وہی مسجد و کعبہ و بتخانہ
اسے چاہت تھی ہر نسبت کی اس واسطے نسبت میں آیا
ہر شان سے شایاں ہے اب تو عالم میں بنا ہے افسانہ
وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے
وہی صفدرؔ بزم[2] کی رونق ہے وہی شکل شمع وہی پروانہ

1۔ کنایا اعیان ثابتہ۔ 2۔ بزم عالم۔

معرفت کے راز سے جس دم شناسائی ہوئی
حُسنِ جاناں دیکھنے کی آنکھ شیدائی ہوئی
سرَ کے بل راہ محبت میں چلا میں دُور تک
ہر طرف دیکھی چمک محبوب[1] کی چھائی ہوئی
مل گیا مجھ کو خدا کا در بلاشک دوستو
پیر کے در پر مری جب سے جبیں سائی ہوئی
جب انا عرب'' بلاعین[2] کا دل میں گھر بنا
حُور کی خواہش اسی دن سے ہے شر مائی ہوئی
مر گئے ہم موت سے پہلے تو یہ اچھا ہوا
آج آتی ہے نظر میں موت ٹھکرائی ہوئی
عشق کے مذہب میں اے صفدرؔ عجب دیکھا مقام
حق پرستی بت پرستی کی تمنائی ہوئی

1۔ مرادِ خدا۔ 2۔ حضورؐ کی حدیث معرف کتب میں۔

میں دیکھتا ہوں ترا[1] حسن جلوہ گاہ[2] میں ہے
سرِ در[3] اس کا[3] ہمیشہ مری نگاہ میں ہے
نہ حور کی ہے تمنا نہ شوقِ خلد بریں
کہ میرا دل ہی ازل سے تری ہی چاہ[4] میں ہے
سکندری کی نہیں قدر فقر کے آگے
کہ لاکھ شاہی نہاں فقر کی کلاہ[5] میں ہے
جب ایک نار[6] جکو نارِ سقر[7] پہ ہے غالب
وہ نارِ عشق فقط عاشقوں کی آہ میں ہے
ملا[8] ہے تو ہی مجھے راہبر[9] کی صورت میں
جھکا ہوا سرِ صفدرؔ تری ہی راہ میں

1،1۔ خدا۔ 2۔ یعنی جلوہ گاہ عالم میں۔ 3۔ نشہ۔ 4۔ اس حسن کا۔ 5۔ محبت۔ 6۔ ٹوپی۔
7۔ آگ۔ 8۔ دوزخ۔ 9۔ اے خدا۔ 9۔ کنایہ پیر طریقت۔

وہی معشوقِ ازل[1] حسن کے بازار[2] میں ہے
اس لیے میری نظر کاکلِ خمدار[3] میں ہے
کعبہ و دیر میں یکساں ہے سکونت اس کی
ہر صفت میں ہے نہاں سُبحہ[4] و زُنّار میں ہے
ماسوااللہ کا گماں دل سے اٹھا اے ہمدم[5]
دیکھ پھر غور سے مصروف وہ ہر کار میں ہے
ان اسیرانِ مذاہب[6] کی کوئی بات نہ مان
ایک ہی ذات کا رنگ ہر گل و گلزار میں ہے
وہی دانا وہی بینا ہے فقط اے صفدرؔ
وہی شنوا وہی گویا مری گفتار میں ہے

1۔ یعنی خدا۔ 2۔ عالم ظہور سب مظاہر جمیلہ ہے۔ 3۔ ٹیڑھی زلف۔ 4۔ تسبیح۔ 5۔ دوست۔ 6۔ مذاہب کے قیدیوں کی۔

جب تک کہ آنکھ غیرِ خُدا دیکھتی رہی
اس وقت تک ملی نہ خوشی بے کلی[1] رہی
اپنے سراغ سے ملا مجھ کو سراغ دوست
لیکن خدا کو عقل عبث[2] ڈھونڈتی رہی
رازِ حیات جب نے مرے ہاتھ آ گیا
آ کر قریب میرے اجل لوٹتی رہی
کرتا ہوں سجدہ اپنے ہی باطن[3] کو میں سدا[4]
زاہد کسی کو تیری جبیں پوجتی رہی
صفدؔر حسین عالمِ حیرت عجیب ہے
دریا میں تیرتا ہوں مگر تشنگی رہی

1- بے چینی -2- بے فائدہ -3- باطن حق ہے -4- ہمیشہ -5-

ہم حرم میں یار کو پانے گئے
پھر وہاں سے سُوئے بتخانے گئے
جب نہ پایا دومکاں میں یار کو
تنگ آ کر سوئے ویرانے[1] گئے
کوہ و صحرا میں پھرے بے فائدہ
خود[2] کو پہچانا وہ پہچانے[3] گئے
عاشقوں نے جب سنی یہ گفتگو
دار پر بے خوف دیوانے گئے
پیر میخانہ نے آنکھوں سے شراب
جب پلا دی چھوٹ پیمانے گئے
ہو گیا محشر بپا صفدؔر حسین
جس جگہ پر چند مستانے گئے

1- جنگل -2- آخری نتیجہ -3- من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔

مقام حیرت

نہ قضا و قدر[1] پہ ہے گلہ نہ فنا بقا کا خیال ہے
کہ سراپا حیرت میں ہوں گم جہاں گفتگو بھی محال[2] ہے
نہیں رب ارنی سے کچھ غرض[3] نہیں لن ترانی سے واسطہ[4]
جب اپنا آپ مٹا دیا نہ جواب ہے نہ سوال ہے
مری واردات عجیب[5] ہے مری کائنات عجیب[6] ہے
نہ خوشی ہے دل میں نہ کوئی غم نہ فراق[7] ہے نہ وصال ہے
نہ مکاں رہا نہ مکیں رہا نہ گماں رہا نہ یقیں رہا
یہ مقام علم سے ہے ورانہ[8] کمال ہے نہ زوال ہے
مجھے حق نے بخشا ہے ازل سے یہ کلام اے صفدرؔ حسیں
اسے قال سمجھو نہ دوستو نہیں قال سارا یہ حال ہے

1۔ تقدیر اور مقدر۔ 2۔ مشکل۔ 3۔ خواہش۔ 4۔ تعلق۔ 5۔ واردات جمع لیکن اردو میں واحد مستعمل ہے۱۲۔
6۔ عجیب بمعنی انوکھی۔ 7۔ جدائی۔ 8۔ باہر۔

حباب و موج میں دیکھا فقط اک ذات پانی ہے
سمجھ اس کی حقیقت[1] کو عجب سرِ نہانی ہے
کرامت سے ہے افضل استقامت[2] اے دل ناداں
کہ در کشف و کرامت سر بسر شہرت جہانی ہے
پہنچ کر طور پر بھی رب ارنی میں نہیں کہتا
کہ حق کی لن ترانی ہے ہماری من رانی ہے
جو ہو میرے گناہوں پر خفا[3] نیکی پہ راضی ہو[4]
سلام ایسے خدا کو ہر گھڑی میرا زبانی ہے
مرے ہر شعر میں ہے معرفت کا شہد اے صفدرؔ
حلاوت[5] بخش عارف کو در معانی ہے

1۔ اے مخاطب۔ 2۔ مضبوطی۔ 3۔ ناراض۔ 4۔ یہ بھی ایک عارف کا قول ہے۔ 5۔ مٹھاس ولذت

کبھی ہم بے نشاں تھے اور اب ہم بانشاں نکلے
سراپا گنجِ کنزاً مخفیاً کی داستاں نکلے
جہاں کی عِلّتِ غائی[1] پہ جب ڈالی نظر ہم نے
تو ہم اس عالمِ اجسام کے روح و رواں[2] نکلے
ہماری ذات کی ہیں عاشق و معشوق دو صفتیں
تعجب ہے کہ حسن و عشق کا ہم ہی بیاں نکلے[3]
ہماری ابتدا و انتہا ہے عقل سے باہر
بیاں سے جس کے جبرائیل بھی قاصر زباں نکلے
ہوئی ہم کو ولایت خاص صفدرؔ اس لیے حاصل
کہ ہم نسلِ علی[4] کے خاک بوسِ آستاں نکلے

1۔اصل غرض وغایت ظہور کی۔2۔دونوں لفظوں کا معنی ایک ہے۔
3۔ العشق ھو الذات قول ابن عربیؒ۔4۔مراد حضور علیہ السلام

خدا کے نام میں غائب خدا[1] کی بات ملی
کیا صفات میں جب غور اس کی ذات ملی
احد[2] کو مان کے احمدؐ جب ان کا نام لیا
لب و زباں کو مری لذت نبات[3] ملی
وہی ہے ذاکر و مذکور و عارف و معروف
دلیل پختہ ز آیات بیّنات ملی
تمام شان میں دیکھی حقیقت واحد[4]
سکونِ قلب ملا چشمِ التفات[5] ملی
معانی کشف ہوئے لا الٰہ الّا اللہ
رہانہ غیر نظر میں تو پھر نجات ملی
ہے اِتصال[6] وجودین شرک اے ہمدم
کہ مجھ کو اپنی ملاقات سے ثبات[7] ملی
ہے موت نام حیات جدید[8] کا صفدرؔ
مرا ہوں موت سے پہلے تو پھر حیات ملی

1۔خدا کا اسم خود آ سے بنا ہے یعنی خود آیا ہوا ہے۔2۔یعنی احد ہی احمدؐ ہے۔3۔مصری وشرینی وغیرہ۔
4۔ایک۔5۔توجہ کرنا، دیکھنا۔6۔ملنا دو وجود کا۔7۔پائیداری۔8۔نئی

اک حقیقت رُوبرُو ہونے لگی
دل میں اس کی آرزو ہونے لگی
میں نے کی جب اس حقیقت کی تلاش
آخر اپنی جستجو ہونے لگی
دیکھنا حق کا تھا اپنا دیکھنا
جب یہ سمجھا آبرو ہونے لگی
بولتا ہے جو وہ سنتا ہے فقط
گفتگو سے گفتگو ہونے لگی
جب اَنا الحق بے خودی میں کہہ دیا
میری شہرت[1] سُو بسُو ہونے لگی
باوضو صفدرؔ عبادت تھی[2] مری
اب عبادت بے وضو ہونے لگی

1۔ مشہوری۔ 2۔ ماضی بعید یعنی گئی۔

حجاب اپنا ہی آپ تھا میں وہی ہے ظاہر حجاب کیا ہے
اسی سے جب میں نے اس کو دیکھا وہ سامنے تھا نقاب کیا ہے
قبر میں من ربک فرشتوں نے پوچھا تو یہ جواب دونگا
کہ میرے باطن کا نام رب ہے سوال کیا ہے جواب کیا ہے
حقیقت کائنات میں ہوں لباس کتنے ہی میں نے بدلے
تمام قالب[1] کو میں نے دیکھا تو سوچ[2] یہ انقلاب[3] کیا ہے
نماز وقتی ہے زاہدوں کی حساب تسبیح ورد ان کا
نماز ہے عاشقوں کی ہر دم شمارِ دانہ حساب کیا ہے
حرام پی کر شراب صفدرؔ جو دعویٰ مستی کا کر رہے ہیں
وہ عشق کی مئے سے بے خبر ہیں نہیں یہ مستی شراب کیا ہے

1۔ آزروئے ذات کے۔ 2۔ اے مخاطب۔ 3۔ الٹ پلٹ۔

ہے مُدَبِّر ذات[1] ہی مجھ میں وہی تدبیر ہے
ظاہر و باطن کی آنکھوں میں وہی تنویر ہے

اے مسلماں چھوڑ دے تقدیر کو اپنی جگہ
بن گیا تقدیر جو انساں وہی تقدیر ہے

زاہد تو نے خیالی بُت کو سمجھا ہے خدا
نقش ہے تو جس مُصوّر کا وہی تصویر ہے

طائر لاہوت ہے تو ہو نہ پابندِ مکاں
لا مکاں تیرا ہے تیری ہی وہی جاگیر ہے

ہاتھ میں لے تیغ لا کر قتل غیر اللہ کو
سمجھ الا اللہ کو تیری یہی تفسیر ہے

تھا جو بے صورت وہی صورت میں ہے صفدؔر یہاں
ہر سخن[2] ہر شعر اس کا ہے وہی تاثیر ہے

1۔صاحب تدبیر۔2۔حرف و بیان۔

یار کو دیکھو وہ ہر جائی بھی ہے
خود تماشا و تماشائی[1] بھی ہے

مہوشوں[2] کی شکل پر وہ ہے عیاں[3]
نازو غمزہ زلف دوتائی[4] بھی ہے

صورت لیلیٰ پہ ہے وہ دلربا[5]
قیس[6] کی صورت پہ شیدائی[7] بھی ہے

کیا نرالی[8] شان اس واحد کی ہے
انجمن[9] میں بھی ہے تنہائی بھی ہے

آپ ہے منزل وہ جس کی حد نہیں
رہنما[10] بھی ہے وُہی راہی[11] بھی ہے

آ گیا پہچان اپنی کے لیے
خود شناسا و شنائی[12] بھی ہے

حضرت انسان صفدؔر ہے وُہی
سارے اسماء[13] کا مسمائی بھی ہے

1۔ترجمہ: آپ ہی تماشا ہے اور آپ ہی تماشا دیکھنے والا ہے۔2۔حسینوں کی۔3۔ظاہر۔4۔بجھی ہوئی زلف۔5۔معشوق۔6۔نام مجنوں۔7۔یعنی عاشق۔8۔عجیب۔9۔محفل میں یعنی کثرت میں۔10۔راہ دکھانے والا۔11۔راہ پر چلنے والا مسافر سیاح۔12۔پہنچانے والا اور پہچان بھی ہے۔13۔جمع اسم

وصالِ حق[1] ہے وصال اپنا اسی سے ہر وقت دل غنی ہے
یہی ہے معراج[2] واصلوں کا یہی حقیقت تو جانی ہے
صغیر ہے گرچہ جسم میرا اسی میں ہے اک جہان اکبر
میں بادشاہ ہوں اسی جہاں کا تو میری پھر بھی فروتنی[3] ہے
عجیب دیوانگی ہے میری بھلا بُرا ہے نظر میں یکساں
یہی ہے میرا کمال[4] یارو نہ دوستی ہے نہ دُشمنی ہے
ریاضِ[5] دل ہے شگفتہ حق[6] سے اسی کے باطن کا آئینہ ہوں
اسی کا ہے یہ ظہور سارا اسی کے جلوؤں کی روشنی ہے
کھلا اگر پردہ روزِ محشر کہے گا صفدرؔ کہ میں کہاں ہوں
وہ ہنس پڑے گا یہ بات سن کر وہ خود کہے گا یہ کیا بنی ہے

1۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ 2۔ مذکر۔ 3۔ فروتنی بمعنی عاجزی وانکساری۔ 4۔ جوہر مذکر۔ 5۔ باغ۔ 6۔ خدا سے۔

عقل و دانش[1] کی حدوں سے دُور تر دیکھا تجھے
عشق جب حاصل ہوا نزدیک[2] تر دیکھا تجھے
اعتباری امر ہے دوری و نزدیکی فقط
ہم نشین و ہم سفر ہر جا مگر دیکھا تجھے
حُسن میں غارت[3] گرِ ایمان و دیں بجز تیرے کون
عشق میں صیادِ دل اے حیلہ گر[4] دیکھا تجھے
تیرے در پر میرا سر ہے وقف سجدوں کے لیے
تجھ پہ قرباں میری جاں جب راہبر[5] دیکھا تجھے
تجھ کو واعظ نے کیا عرشِ مُعلّٰی پر مقیم
خلعتِ[6] صفدرؔ حُسیں میں سر بسر دیکھا تجھے[7]

1۔ مترادف۔ 2۔ یعنی نحن اقرب۔ 3۔ لوٹنے والا۔ 4۔ قربی۔ 5۔ مرشد۔ 6۔ لباس۔ 7۔ تمام یعنی سارے کا سارا

وہی رنج[1] ہے وہی ہے خوشی وہی روح ہے وہی زندگی
وہی ذکر ہے وہی فکر ہے وہی یاد ہے وہی بندگی
وہی میکدہ وہی جام ہے وہی بادہ ہے وہی بادہ کش[2]
وہی آپ ساقی ہے آپ کا وہی ہوش ہے وہی بیخودی[3]
وہی بتکدہ وصنم بھی ہے وہی دیر بھی ہے حرم بھی ہے
وہی ہے برہمن و شیخ بھی وہی مقتدا وہی مقتدی
وہی عقلِ کل وہی نورِ کل وہی ہے ظہورو شعور کل
وہی ہے جمال و جلال کُل وہی مُبدی وُہی منتہی
وہی ہے نبی وہی ہے ولی وہی ہے جلی وہی ہے خفی
وہی مصطفٰےؐ وہی مرتضٰےؓ وہی کبریا وہی ہے صفی[4]
وہی عارف و معروف ہے صفدرؔ حسین کی شکل پر
یہی ہے خُلاصۂ معرفت وُہی آگاہ وُہی آگہی

1۔ تکلیف و دکھ۔ 2۔ شراب نوش یعنی شرابی۔ 3۔ بے ہوشی۔ 4۔ صفی یعنی برگزیدہ و پاک لقب حضرت آدم کا

عشق میرا مذہب و اسلام ہے
جس سے حاصل مجھ کو استحکام[1] ہے
عشق کے دربار سے جو کُچھ ملے
بیش ہو یا کم مگر انعام ہے
مر گیا جو عشق[2] میں اے ہم نشیں
وہ ہے زندہ اس کا نیک انجام ہے
عشق خاطمہ ہے زُلفِ حُسن کا
دیکھ زُلفِ حُسن[3] اب ہنگام[4] ہے
رُوح کو ملتی ہے طاقت[5] عشق سے
بس اسی سے رُوح کو آرام ہے
عشق ہے سر چشمۂ[5] آبِ حیات
پر اسی چشمہ سے میرا جام ہے
عشق کی منزل کی کوئی حد نہیں
ہر قدم پر اک نیا پیغام ہے
ہیں یہ دونوں نسبتیں صفدرؔ مری
حسن ہو یا عشق میرا نام ہے

1۔ مضبوطی و پختگی ۔ 2۔ من مات فی عشق اللہ فقد مات شہیدا ۔ 3۔ استعارہ یعنی ظہور ذات۔

قُرب اپنے سے مجھے قُربِ خُدا حاصل ہے
وصل اپنے سے مجھے وصلِ خدا حاصل ہے
ربِّ ارنی سے مجھے کام نہیں اے موسیٰ
اپنی صورت پہ مجھے حق کا لِقا[1] حاصل ہے
تھی انا ذات[2] کی منصورؒ میں اے اہلِ شرع
اہلِ عرفان کو اب بھی وہ اَنا حاصل ہے
آپ کو ڈھونڈ[3] پتا ہے یہ اُسی کا مُحکم
عمر بھر زہد سے زاہد تجھے کیا حاصل ہے
غیر آئے نہ نظر ہے یہ فنا اے[4] صفدرؔ
دیکھ اس کو اسی سے پھر تو بقا حاصل ہے[5]

1۔دیدار۔ 2۔میں ہوں۔ 3۔من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ 4۔قول ابو سعیدؒ۔ 5۔قول ابو سعیدؒ مرشد غوث اعظمؒ

وہ اول وہ آخر وہ ظاہر وہ باطن شہادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
اگر ایسی نص[1] کو نہ مانے تو تیری جہالت[2] نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
وہ موجود و واجد[3] وہ مشہود و شاہد وہ معبود[4] و عابد وہ مقصود و قاصد
بتا سوچ کر تو ذرا دل میں زاہد یہ رویت[2] نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
ارے دوستو تم مری بات مانو اسے حامد و حمد و محمود جانو
یہی نکتہ توحید کا دل میں ٹھانوں سخاوت[5] نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہیں نغمہ نحن اقرب سنایا کہیں قلبِ مومن کو مسکن بنایا
ملاقات کا کیا عجب ڈھنگ بتایا بشارت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
جہاں سے جدا ہے جہاں میرا صفدرؔ محسوس راحت نہ محسوس ہے غم
اسے دیکھتا ہوں مگر آنکھ[6] پر نم یہ حیرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

1۔اصل متن۔ 2۔اے مخاطب۔ 3۔پانے والا۔ 4۔باطن انسان۔ 5۔فیاضی و بخشش۔ 6۔بتوں کی صورت پر

مالکِ کونین ہی کونین[1] کی ہر شان ہے
ہیں اسی کی صورتیں وہ صورتوں کی جان[2] ہے

تو ہے قائل ذات کی بے صورتی کا ہم نشیں
دیکھ صورت پر وہی اب حضرتِ[3] انسان ہے

کر دیا بدظن تجھے تیرے ہی علم و عقل نے
غیر ہے تیری نظر میں بس یہی حرمان[4] ہے

رات ہے زلفِ سیاہ اس یار کی دن حُسن ہے
جانتا ہے یہ حقیقت وہ جسے پہچان ہے

دیکھ تو اس کی بصَر[5] سے نظرِ خلقی[6] سے نہ دیکھ
پھر تو اس مطلق کا چہرہ ہر طرف عُریان[7] ہے

ہے مئے عرفان سے خالی یہاں جس کا سبُو[8]
وہ بنی[9] آدم نہیں صفدؔر مگر حیوان ہے

1۔ مضاف الیہ دو جہاں۔ 2۔ روح۔ 3۔ ہو الظاہر۔ 4۔ بد نصیبی بدقسمتی محرومی۔ 5۔ بصر حق۔
6۔ نظر خلقی ہے۔ 7۔ ننگا و برہنہ۔ 8۔ مٹکا و کوزہ۔ 9۔ اولاد

معرفت کا راز[1] اپنے آپ کو پانے میں ہے
وصلِ حق کا راز اپنا وصل بن جانے میں ہے

عقل نے دل کو نہ سمجھا عشق نے سمجھا دیا
دل خدا ہے یا خدا دل[2] کے نہاں خانے[3] میں ہے

کس سے باتیں ہیں تری تسبیح خواں مجھ کو بتا
چھپ کے بیٹھا یار ہی تسبیح کے دانے میں ہے

ہے وہی بت گر[4] پرستارِ بُتاں بھی ہے وہی
شیخ کعبے میں برہمن بھی وہ بُت خانے میں ہے

ہے عجب انجانا پن اس کا تجاہل[5] بھی عجب
خود وہ مجھ سے پوچھتا ہے کون دیوانے[6] میں ہے

بھیڑ میخانے میں رندوں کی ہے صفدؔر اس لیے
ساغر ہے ہاتھ میں ساقی وہ میخانے میں ہے

1۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ 2۔ قول مولانا رومؒ۔ 3۔ تہہ خانے میں۔
4۔ بت بنانے والا۔ 5۔ جان بوجھ کر ناواقف بننا۔ 6۔ تو ہی تو ہے۔

بر شکلِ بتاں[1] دیکھا حق ہی متشکل[2] ہے
ہے ذات وہ اشیا کی جو غیر ہے باطل ہے
ہے اس کی طرف راجع ہو خیر کہ یا شر ہو
خود کفر کا خالق ہے ایمان کا حاصل[3] ہے
دو دیکھتا ہے احول[4] نہیں ایک کا وہ قائل
یہ احولی[5] کا پردہ اس کے لیے حائل ہے
آ بیٹھ مرے ہمدم[6] تا کہ تجھے سمجھاؤں
بے رنگ کا جلوہ ہی ہر رنگ میں شامل ہے
کعبہ جسے کہتے ہیں کعبہ ہے شریعت کا
ہے کعبہ حقیقت کا انسان کا جو دل ہے
خلوت میں کہا مجھ کو یہ پیرِ طریقت نے[7]
رکنا نہیں منزل پر صفدر تری منزل ہے

1۔ مراد انسانی صورتیں۔ 2۔ مشکل پانے والا۔ 3۔ نتیجہ و نفع۔ 4۔ بھینگا۔ 5۔ یائے مصدری۔
6۔ رفیق و دوست۔ 7۔ کسی جگہ قیام کرنے کا نام منزل ہے لیکن السکون حرام علی اولیاء اللہ۔

علم[1] کے ہاتھ فقط کون و مکاں[2] تک پہنچے
تھک گئے حضرتِ واعظ تو گماں تک پہنچے
عقل ہے پُغد[3] مگر عشق ہُما اے ہمدم
عشق کے فیض سے ہم راز نہاں تک پہنچے
سن کر میخانہ وحدت کی صفت رندوں سے
دل کے ساغر کو لیے پیر مغاں[4] تک پہنچے
مئے توحید کا اک گھونٹ پیا جب ان[5] سے
ان کی آن میں بے کیف[6] جہاں تک پہنچے
جو شرر[7] دل سے اٹھی شعلۂ کوہ طور بنی
ایسی حیرت میں خدا جانے کہاں تک پہنچے
ہے عجب راز مری سیر[8] و سفر[9] کا صفدر
اپنے ہی باطن بے نام و نشاں تک پہنچے

1۔ یعنی علم ظاہر۔ 2۔ یعنی عالم خلق تک۔ 3۔ الو۔ 4۔ پیر طریقت۔ 5۔ یعنی پیر مغاں سے۔
6۔ کیفیت سے باہر۔ 7۔ چنگاری۔ 8۔ مونث۔ 9۔ مذکر

مرحبا اے عشق تو ہی عاشقوں کا پیر ہے
خاک ہوجانا تری رہ میں یہی اکسیر ہے

بار گاہِ حسن میں پوشیدہ ہے تیری کشش
تو حسینوں کی ادا میں حسن کی تصویر ہے

یہ ہوائیں یہ فضائیں یہ زمین و آسماں
انجم و خورسید و مہ یہ سب تری[1] تفسیر ہے

تو نے میرے دل کی بیتابی کو بخشی تاب[2] ہے
میرے قلب و روح میں تیری ہی اب تنویر ہے

سن رہا ہوں ہر بُن[3] مُو سے انا الحق کی صدا
یہ فقط تیری عطائے خاص کی تاثیر ہے

عشق سے عشاق کو ملتی ہے بقا صفدرؔ حسین
زندگی بے عشق مرگ و موت کی تعبیر ہے

1۔اے عشق۔2۔چمک۔3۔جڑ۔

موسیٰؑ نے سنا اِنّی اَنا اللّٰہ شجر[1] سے
واعظ نے کہا کفر انا اللہ بشر سے

اے طالب مولا تجھے اک بات بتا دوں
ملتی ہے خبر اس کی مگر[2] اپنی خبر سے

ہر روز نئی شان میں وہ جلوہ نما ہے
اے یار[3] اسے دیکھ مگر اس کی بصر سے

قربان ہوں میں پیرِ مغاں تیرے کرم پہ
چاہت نہ رہی خُلد کی نہ خوف سقر[4] سے

میں عشق سے زندہ ہوں یہی آب بقا[5] ہے
صفدرؔ مجھے کیا کام مسیحا و خضرؑ سے

1۔واقعہ قرآن کا ہے۔2۔یعنی خدا کی من عرف نفس۔3۔مخاطب۔4۔دوزخ۔5۔یعنی آب حیات۔

تجھے جلوہ گاہ[1] میں دیکھ کر مری دیدِ شوق مچل گئی
ترے حُسن[2] قاتل جان کی جو چھری تھی حلق[3] پہ چل گئی
نہ خطر رہا نہ حذر رہا یہی دل میں تھا کروں جاں فدا
مجھے بدنصیب کو یہ گھڑی جو ملی تو سوچ میں ٹل گئی
نہ قرار جانِ فگار[4] کا نہ خیال لیل و نہار کا
ہوا قیل و قال سے بے خبر مری کائنات بدل گئی
تری بارگاہ جمال میں کیا میں نے سجدہ بجو جب
مری جو نماز قضا ہوئی وہ نمازِ عشق میں ڈھل گئی
ترا شکر صفدرِ زار کو کیا اپنے راز سے آشنا
مری شمعِ دل تھی بجھی ہوئی تری اک نگاہ سے جل گئی

1۔اے خدا تجھی جلوہ گاہ عالم میں۔2۔صورپر۔3۔گلے پر۔4۔زخمی۔

ہے ایک ذات ہی موجود اولیا[1] کے لیے
کہ لاشریک لہٗ وصف ہے خدا کے لیے
یقیں سے کلمۂ طیب کو پڑھ کر سوچ ذرا
کہ لا ہے نافیہ کلمہ[2] میں ماسواء کے لیے
نہ روک عشق مجازی سے ناصحا[3] مجھ کو
کہ یہ مجاز حقیقی ہے پارسا کے لیے
گنہ ہے سوئے بُتاں[4] دیکھنا اگر واعظ
مگر یہ عیب نہیں مردِ باصفا کے لیے
اسی کو اہلِ بصر دیکھتے ہیں اے صفدرؔ
مگر حجاب ہمیشہ ہے اشقیا[5] کے لیے

1۔ لاموجود الا اللہ۔2۔لا موجود الا للہ۔3۔اے ناصح۔4۔حسیناں۔5۔ازلی بدبخت۔

نہیں موسیٰؑ نے جس کو طور کے منظر میں دیکھا ہے
محمدؐ کے غلاموں نے اسے اکثر[1] میں دیکھا ہے

حسینوں کی نزاکت میں چھپا ہے نازنین بن کر
مکینِ لامکاں کو ان بتوں کے گھر میں دیکھا ہے

ہمارے سامنے ہے ہر گھڑی بے پردہ وہ دلبر[2]
کبھی مسجد میں دیکھا ہے کبھی مندر میں دیکھا ہے

سماع کی انجمن[3] میں بن کے صوفی رقص کرتا ہے
قوالِ غزل خواں کے نغمہ خوش تر میں دیکھا ہے

پڑھی جب یفعل اللہ مایشاء آیتِ قرآں
اسی کو فعل و فاعل بے گماں صفدرؔ میں دیکھا ہے

1۔ بہت بار میں۔ 2۔ انسانی صورتوں پر۔ 3۔ محفل

لاکھوں لباس کے رنگ میں اسی کا ہے رنگ جو ذات ہے
موصوف واحد[1] ہے مگر کئی لاکھ اس کی صفات ہے

اعیان ثابتہ میں وہی اعیانِ خارجہ میں وہی
وہی جمع[2] میں وہی فرق[3] میں تنزیہہ و تشبیہات ہے

اول ظہور جماد[4] ہے ثانی[5] ظہور نبات[6] ہے
حیوان ثالث[7] آدمی رابع[8] جو مظہر ذات ہے

بیٹھا ہوا اک بزم[9] میں پڑھتا تھا شوق سے بیت یہ
جب غیرِ حق معدوم[10] ہے کیا نفی کیا اثبات ہے

اثبات غیر کا شرک ہے یہی شرک ظلمِ عظیم ہے
صفدرؔ یہ مشرک[11] کے لیے عزیٰ ولات و منات ہے

1۔ایک۔ 2۔مرتبہ حق میں۔ 3۔مرتبہ خلق میں۔ 4۔جماد کی جمع جمادات ہے۔ 5۔دوم۔ 6۔سبزہ۔ 7۔تیسرا۔
8۔چہارم۔ 9۔یعنی ایک آدمی۔ 10۔عدم محض اشے۔ 11۔جو دو کا قائل ہے۔

جس کا دل غیر کی شرکت[1] سے صفا ہوتا ہے
سر سے وہ پاؤں تلک نور وضیا ہوتا ہے
بندہ جب ہستی موہوم سے پاتا ہے فراغ[2]
عوض اس بندہ کے پھر آپ خُدا ہوتا ہے
متصف[3] ہو گیا اوصاف خدا وند سے جو
وہ بشر مالکِ اقلیم غنا ہوتا ہے
عقل فانی ہے نہیں اس کو بقا اے عاقل
عشق باقی[4] ہے وہی اصلِ بقا ہوتا ہے
پیشوا غوثؒ[5] طریقت میں ہے صفدرؔ جس کا
کب اسے خوف و خطر روز جزا ہوتا ہے

1۔شمولیت۔2۔یعنی فراغت۔3۔باوصف۔4۔العشق ھوالذات۔5۔یعنی غوث اعظمؒ

زینت حُسنِ بُتاں رونق[1] امکاں ہے وہی[2]
بلبل و گلشن و گلہاو بہاراں ہے وہی
عالم الخلق میں ظاہر ہے بصُورتِ عالم
خود انا الدھر[3] کہا حجت و برہاں[4] ہے وہی
مُرسَل و مُرسِل و جبریلؑ امیں آپ بنا
ہمہ آیت ہمہ سورت ہمہ قرآں ہے وہی
اسم ہادی سے مسلماں سے مُضل[5] سے کافر
کفرو اسلام کی ہر صفت کا ساماں ہے وہی
اس کا انباز[6] نہیں دونوں جہاں میں صفدرؔ
غور سے دیکھ اُسے صورتِ انساں ہے وہی

1۔عالم دنیا۔2۔یعنی خدا۔3۔حدیث۔4۔دلیل۔
5۔اسم ہادی کا مظہر مسلماں ہے اور اسم مُضل کا مظہر کافر ہے۔6۔شریک

ہزار بھیس[1] بدلتا وہ یار دیکھا ہے
کہیں گدا و کہیں شہریار[2] دیکھا ہے

سما سکا نہ جو ارض و سما کی وسعت میں
اسی کو میں[3] نے چھپا درکنار[4] دیکھا ہے

صفات میں ہے تغیر نہ اس کی ذات میں ہے
صفات میں گردش لیل و نہار[5] دیکھا ہے

نہ پوچھ شیخِ حرم جستجوئے یار کا حال
کہ اس کو اپنے لیے طلب گار دیکھا ہے

کبھی خزاں ہے کبھی نوبہار[6] ہے صفدرؔ
اسے بنام و نشاں روزگار[7] دیکھا ہے

1۔ یعنی لباس۔ 2۔ بادشاہ۔ 3۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ 4۔ بغل میں۔
5۔ رات اور دن۔ 6۔ یعنی وہ ذات صفات میں 7۔ بقول حدیث یعنی زمانہ

جستجو تھی جس کی مجھ کو مل گیا آخر مجھے
جب نظر اضداد[1] پر کی مل گیا ساتر[2] مجھے

آشنا نا آشنا[3] خوباں میں ہے اس کا لقب
ہر نئے جلوے سے تڑپاتا ہے وہ ساحر[4] مجھے

جب ہوئے تقسیم حصے عشق کے روز ازل
شکر ہے اس کا کہ بخشا دردِ دل وافر[5] مجھے

مر کے پھر زندہ ہوا ہوں موتوا قبل ہے گواہ
اس لیے کہتے ہیں عارف سب بڑا شاطر[6] مجھے

ہاتھ میں تسبیح ہے طوق گلو زنّار ہے
ہم نشیں کہتے ہیں صفدرؔ[7] عشق کا کافر مجھے

1۔ ضد واحد اضداد جمع قول شبلیؒ۔ 2۔ پوشیدہ۔ 3۔ ہر دو صفات اسی کی ہیں۔
4۔ جادوگر۔ 5۔ بہت۔ 6۔ چالاک۔ 7۔ اے صفدر

دل وہی دل ہے جو دل یار کا کاشانہ ہے
سر وہی سر ہے جو ساجدِ درجانانہ ہے
نشہ آتا ہی نہیں مینا[1] و ساغر سے اسے
ساقیِ ازل کی مے پی کے جو مستانہ ہے
ہوش والوں سے میں کہتا ہوں کہ ہے ہوش حرام
وہ مجھے کہتے ہیں کیا عجب یہ دیوانہ ہے
جنت و نار[2] فقط قید ہے سالک کے لیے
اس کو دیدار ہے جو دونوں سے بیگانہ ہے
شمع پر جلنا نہیں صفتِ مگس[3] کی صفدرؔ
شمع کی آگ پہ جلتا ہے جو پروانہ ہے

1۔بوتل۔2۔دوزخ۔3۔مکھی۔

مئے وحدت کا ساغر پی کے جو سرشار[1] ہوتا ہے
وہ ظلمت سے نکل کر مطلعِ انوار[2] ہوتا ہے
ہوا فارغ کتابوں سے پڑھی جس نے کتاب اپنی
وہ تسبیحِ ریا کو توڑ کر بے کار ہوتا ہے
نہیں ہے ایک ذرہ غم اُسے دُنیا و عقبےٰ کا
جو دھو کر زندگی سے ہاتھ محوِ یار ہوتا ہے
جو الانسانُ سِرّی کی حقیقت سمجھ لیتا ہے
دو عالم سے گزر کر مخزنِ اسرار ہوتا ہے
جو عاشق ہے جنابِ غوثِ اعظمؒ کا دل و جاں سے
وہی مقبولِ صفدرؔ احمدؐ مختار ہوتا ہے

1۔لبریز وخوش۔2۔مضاف مضاف الیہ۔

ہے حقیقت اسی دلبرا[1] کی حقیقت میری
عشق بازی ہے فقط زہد و عبادت میری
اپنی صورت[2] پہ ہی آدم کو بنایا حق نے
میں وہ آدم[3] ہوں کہ ہے یار کی صورت میری
اپنے ہر فعل و صفت اسم سے میں ہوں فارغ
یہی برپا ہے زمانے میں قیامت میری
آج کا ہوش نہیں اور نہیں کل کی خبر
حمدللہ کہ کیا خوب ہے حیرت میری
ہر گھڑی پوچھتے ہو زاہد و صفدرؔ کا مقام
حق[4] بھی ہوں خلق بھی[5] ہوں ہے یہ ولایت میری

1۔ الانسان سری وانا سرہ۔ 2۔ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ۔
3۔ آدم کا بیٹا بھی تو آدم ہے۔ 4۔ از روئے باطن حق۔ 5۔ از روئے ظاہر خلق

اگر مجھ پہ نگاہ ساقی[1] میخانہ ہو جائے
شراب عشق سے لبریز[2] پھر پیمانہ ہو جائے
ارے یارو ہے اس میخانہ کی تاثیر ہی ایسی
جو پی لے ایک قطرہ حشر تک مستانہ ہو جائے
یہی ہے ذوق یک رنگی یہی ہے بندگی میری
کہ یہ ٹوٹا ہوا دل یار کا کاشانہ[3] ہو جائے
حجابات دوئی اٹھ جائیں گر زاہد کی آنکھوں سے
نظر میں اس کی یکساں کعبہ و بت خانہ ہو جائے
بہر صورت اگر معنیٰ نظر آ جائے واعظ کو
تو وہ صورت پرستی کا سدا[4] پروانہ ہو جائے
عجب پردہ نشینی ہے کہ پردہ ہی نہیں صفدرؔ
اگر دیکھے اسے فرزانہ[5] وہ دیوانہ ہو جائے

1۔ پیر طریقت۔ 2۔ کنارے تک بھرا ہوا۔ 3۔ گھر و مکان۔ 4۔ ہمیشہ۔ 5۔ دانا۔

خوشا وہ[1] دل کہ جس دل میں ہو جاناں آرزو تیری
خوشا وہ گل کہ جس میں گل میں ہو تازہ رنگ و بو تیری
حسینوں کی اداؤں میں چمکتا ہے ترا جلوہ
جدھر بھی دیکھتا ہوں میں رواں ہے آبجو[2] تیری
مٹے جس بشر کے اوصافِ بشری بن گیا کامل
وہ مظہرِ خاص ہے تیرا عیاں ہے اس میں خُو تیری
صلوٰۃ و صوم سے اس کا پتا ملتا نہیں زاہد
تو خود[3] کو ڈھونڈ اس کی جُستجو ہے جستجو تیری
وہی کون و مکاں دیر و حرم میں ہے یہاں صفدرؔ
اسی سے دیکھ اس کو ہے اسی میں آبرو تیری

زمین و آسماں کا نُور تُو[1] ہے
بہر نسبت یہاں مشہور تُو ہے
کہیں مفتی و قاضی اور فتویٰ
کہیں دارو رسن[2] منصورؒ تو ہے
کہیں دوزخ کہیں دربانِ دوزخ
کہیں غلمان و جنّت حور تو ہے
تری وحدت کو کثرت نے چھپایا
لباسِ خلق میں مستور تو ہے
ترا ہی نام صفدرؔ کون[3] میں ہے
تو پھر اس نام سے مسرُور[4] تو ہے

اے عشق بنائے ہیں تو نے سب کافر و مومن دیوانے
تو مشعل[1] حسن کی ہے تجھ پر جل جل کے مرے ہیں پروانے
اے سالکِ راہ عشق خدا ہر گام[2] پہ اک منزل ہے نئی
منزل پر چلنے سے پہلے سر کرتے ہیں عاشق نذرانے[3]
آغاز میں عشق کی تلخی سے کم ظرف نہ بن مایوس[4] نہ ہو
تلخی کے تلاطم میں پنہاں ہیں عیش و طرب کے پیمانے
اقلیمِ محبت کی دنیا محدود نہیں محصور[5] نہیں
سب ایک یہاں ہو جاتے ہیں کعبہ و مسجد و بت خانے
دیدارِ بتاں[6] دیدارِ خدا ہے غیرِ عدم در دونوں سرا[7]
ہر وقت نظاروں سے صفدرؔ ہے پی کے ہوئے ہیں مستانے

1۔ اے عشق۔ 2۔ قدم۔ 3۔ نچھاور۔ 4۔ اے رہبر و سالک۔ 5۔ حدوں سے گھری ہوئی ۱۲ جس کا گھیراؤ کیا ہوا ہو
6۔ یعنی انسانی صورتوں پر۔ 7۔ عدم محض لاشے ۱۲ دونوں عالم میں۔

زہد و تقویٰ نہ سہی مشرب[1] رندانہ سہی
شیخِ کعبہ نہ سہی کافر بُت خانہ[2] سہی
ہو مبارک تجھے[3] دیدار خُدا عقبےٰ[4] میں
مجھ کو دیدار خدا[5] آج ہے فردا نہ سہی
کوئے جاناں[6] ہے جناں[7] میرے لیے دنیا میں
باغ جنت نہ سہی کوچۂ جانانہ سہی
عقلِ بوجہل کی تقلید سے میں ہوں فارغ
عشق احمدؐ ہے مجھے عقل سے بیگانہ سہی
اہلِ گلشن[8] کو بہاروں کی خوشی ہے صفدرؔ
مجھ پہ ہر آن خزاں[9] ہے یہی ویرانہ سہی

1۔ سلیقہ طور۔ 2۔ یعنی بتخانہ ظہور۔ 3۔ اے مخاطب۔ 4۔ قیامت میں۔ 5۔ انسانی صورتوں پر۔ 6۔ مرشد۔
7۔ جنت۔ 8۔ جو اپنی ہستی پر خوش ہیں یہ شرک ہے۔ 9۔ یعنی ہستی موہومہ کا فنا ہونا ۱۲۔

خدا ہر رُوپ[1] میں خود آ رہا ہے
بہر جلوہ یہاں تڑپا رہا ہے
وہی عاشق وہی معشوق بھی ہے
تعجب ہے کہ کیوں گھبرا رہا ہے
سکونِ[2] دل اڑا کر لے گیا جو
وہی تسکین اب فرما رہا ہے
میں جس کو یاد کرتا تھک گیا ہُوں
وہ میری یاد میں یاد آ رہا ہے
وہی واجب وہی ممکن بنا ہے
وہی اس راز کو سمجھا رہا ہے
طلب میں جس کی صفدرؔ کھو گیا میں
وہی مطلوب[3] مجھ کو پا رہا ہے

1۔ شکل و جوبن۔ 2۔ آرام و قرار۔ 3۔ باطن میں۔

بخشا ہے راز فقر کا خیر البشر[1] مجھے
العلم نقطہ سے کیا بہرہ ور مجھے
اس والیٔ حجاز[2] کا کیا کیا کروں بیاں
دنیا و آخرت سے کیا با خبر مجھے
اک جام بیخودی کا نظر سے پلا[3] دیا
آئی نہ ہوش پیتے ہی بس عمر بھر مجھے
اقلیمِ دل کی سیر[4] بصر[5] سے ہوئی نصیب
دل گنج ہے اسی سے ملا ہر گہر مجھے
سب اولیا ہیں زیرِ قدم غوثؒ پاک کے
صفدرؔ ازل سے پیر ملا طرفہ تر[6] مجھے

1۔ نبی کریمؐ نے۔ 2۔ یعنی نبی کریمؐ۔ 3۔ یعنی کرم کی نظر سے فاضل حضورؐ۔
4۔ مونث۔ 5۔ بصر باطنی حق ہے۔ 6۔ بہت عمدہ و عجیب۔

دیر و حرم کا فرق اٹھانے کا شوق ہے
سر کو صنم کے پیش جھکانے کا شوق ہے
محسوس عارفوں[1] کے لئے ہے خدا مگر
معقول حق[2] کو آگ لگانے کا شوق ہے
گرچہ متاعِ ہوش لٹا ہی چکا ہوں میں
لیکن جنوں[3] کو اور بڑھانے کا شوق ہے
ہے موت[4] میرے واسطے تجدید[5] زندگی
زاہد کو اپنی جان بچانے کا شوق ہے
صفدرؔ سے حالِ شوق مرے دلرُبانہ پوچھ
تجھ سے ہی تجھ کو نازنیں[6] پانے کا شوق ہے

1۔ الحق محسوس مشہود عند العارفین قول ابن عربیؒ۔ 2۔ عقلی خدا کو۔ 3۔ دیوانہ پن۔
4۔ موتو اقبل انت موتوا۔ 5۔ نئی۔ 6۔ اے نازنیں۔

واعظ غلامِ حُور ہے جنت پرست ہے
زاہد ریا کے زُہد سے شہرت پرست ہے
درویش ہے وہی جو ریاضت میں چُست ہو
درویش وہ نہیں ہے جو راحت پرست ہے
صورت پرست کو نہیں معنیٰ کی کچھ خبر
لیکن فقیر صورت و معنی پرست ہے
ہر مُردہ دل کی زُلف[1] صنم پر نہیں نظر
خفاش کی مثال وہ ظلمت[2] پرست ہے
جاہل کو شوق دولتِ دنیا کا ہے سدا[3]
صفدرؔ خدا پرست و محبت پرست ہے

1۔ ظہور ذات۔ 2۔ وہم وگماں کا اندھیرا۔ 3۔ ہمیشہ۔

میری زندگی بھی عجب زندگی ہے
نہ غم کا فکر ہے نہ کوئی خوشی ہے
مرا دین و مِلّت فقط عشق یارو[1]
یہی میرا ایماں یہی کفر بھی ہے
مجھے خشک باتوں پہ ٹالو نہ واعظ[2]
جو ہو عشق سے خالی کیا آدمی ہے
کھلا معرفت کا یہی راز آخر
کہ پہچان اپنی سفر آخری ہے
جسے ہر طرف تو نے ڈھونڈا ہے صفدرؔ
سمجھ لے کہ باطن میں بس تو وہی ہے

1۔اے دوستو۔2۔اے واعظ

ابتدا عشق میں جو تھے جو روستم سب کے سب امتحان آزما ہو گئے
عشق کے چند سجدے امانت جو تھے حُسن کے روبرو وہ ادا ہو گئے
عشق دم[1] ساز و مونس[2] بنا جس گھڑی حق پرستی گئی بت پرستی بڑھی
جن بتوں کو فقط بت سمجھتے رہے آج تو وہ ہمارے خدا ہو گئے
ھُوَ معکم[3] سے حق نے دیا ہے پتا تو جُدا[4] ہے وگرنہ نہیں وہ جدا
جن کی آنکھوں سے اوجھل ہوا ماسوا[5] وصل کے راز سے آشنا ہو گئے
تو ہے آئینہ ذات[6] اے بے یقیں[7] تیری صورت پہ ہے جلوہ گروہ[8] حسین
تو ہی پردہ ہے اس کا وہ پردہ نہیں اس کے پردے یہاں لاپتا[9] ہو گئے
نہ رہی مجھ کو صفدرؔ جناں[10] کی خبر نہ فنا و بقا نہ جہنم کا ڈر
کفر و اسلام سے بھی ہوا ہے گزر غوث اعظمؒ کے جب خاکپا ہو گئے

1۔ساتھی۔2۔رفیق وساتھی۔3۔یعنی وھو معکم این ما کنتم۔4۔اے مخاطب۔
5۔غیر۔6۔یعنی خدا۔7۔ھوالظاہر۔8۔جنت۔

مقبول ہے خدا کا ہستی[1] سے جو بَری[2] ہے
مرنے سے پہلے مرنا واللہ[3] زندگی ہے
خود کو چھپانا حق[4] میں ہے کفر کا یہ معنےٰ
اے ہم نشین آخر انجام کافری[5] ہے
آنکھوں کے سامنے[6] ہے دل میں ہے یاد اس کی
ہر وقت محو رہنا بس میری بندگی ہے
دونوں جہاں کے غم سے آزاد کرنے والے
ہے شکریہ تمہارا کیا بندہ پروری ہے
سامان و رخت[7] ہستی میرا جلا کے بولے
صفدؔر حسین نہ گھبرا اب وصل کی گھڑی ہے

1۔ ہستی موہومہ سے۔ 2۔ آزاد و بیزار۔ 3۔ قسم ہے۔ 4۔ خدا میں صوفی کی اصطلاحات میں۔
5۔ یائے صدری یعنی چھپ جانا۔ 6۔ بتوں کی صورت پر۔ 7۔ اسباب ہستی موہومہ کا۔

مِرا سوزِ نہاں یا رب کہیں کامل نہ بن جائے
کہ اندیشہ ہے یہ سوزندۂ محفل نہ بن جائے
خدا دل میں ہے یا دل ہی خداوند[1] دو عالم ہے
کھٹک سی ہے کہ یہ دل قید آب و گل[2] نہ بن جائے
مکان و لا مکاں سے ماورا[3] پرواز[4] ہے میری
یہی پرواز ہی آخر کہیں منزل[5] نہ بن جائے
جنوں[6] تیرا بھلا تو نے خدا بے پردہ دکھلایا
مری دانش[7] دوبارہ پھر کہیں حائل نہ بن جائے
ربوبیت کا بحر[8] بے کنارہ[9] ہے مرا باطن[10]
عبودیت فقط میرے لیے ساحل نہ بن جائے
مرے ہر حرف[11] میں سرِّ حقیقت ہے نہاں صفدرؔ
یہی ڈر ہے کہ مُلّا[12] کے لیے مشکل نہ بن جائے

1۔ ترجمہ قول مولانا رومؒ۔ 2۔ یعنی عناصر کا۔ 3۔ باہر۔ 4۔ اڑان۔ 5۔ کسی مقام پر رک جانے کا نام منزل ہے۔
6۔ عقل۔ 7۔ موصوف۔ 8۔ صفت۔ 9۔ باطن حق ہے۔ 10۔ حرف بمعنی بیان و سخن۔ 11۔ عالم ظاہری

توبہ کو بالائے[1] طاق[2] رکھ بادۂ خوشگوار[3] پی
میکدہ آج ہے کھلا مستی میں بار بار پی
ساقی[4] کے ہاتھ چوم کر اور خوشی میں جھوم کر
خوف و خطر نکال کر اے دلِ بیقرار پی
پیتے ہی جا تو دم بدم[5] تا کہ رہے نہ کوئی غم
آج ہے موسم بہار دیکھ کے سبزہ زار پی
کالی گھٹائیں چھائی ہیں سرد ہوائیں آئی ہیں
ساغرِ جم[6] کو یاد کر خوب مئے بہار پی
مُرغِ چمن کا شور ہے مست پپیہا[7] مور ہے
وقت بھی کیا عزیز ہے صفدرؔ بے شمار پی

1۔ اے مخاطب۔ 2۔ محراب۔ 3۔ بادہ مذکر مراد بادہ عشق ۱۲ خوشگوار بمعنی مزیدار و لذیز۔ 4۔ پیر طریقت۔
5۔ پے در پے۔ 6۔ یعنی ساغر جمشید بادشاہ۔ 7۔ ایک پرندہ۔

جو تری نرگسِ مخمور[1] سے مے نوش رہے
مست ہو جائے دو عالم سے سبکدوش[2] رہے
تیرے مستوں کو نہیں بادۂ گلگوں[3] سے غرض
سامنے ان کے اگر میکدہ پُر جوش[4] رہے
حُورِ جنت کی تمنا نہ کرے رند کوئی
گر تری زلف دو تاد لبرا[5] بردوش رہے
اب تری بزم میں کافر ہے جو باہوش رہے
حاشاللہ نہ رہا ہوش[6] کسے توبہ کا
نیم شب بادہ کشاں[7] ہوش میں آ جاتے ہیں
ہم وہ ہیں حشر تلک بھی نہ جنہیں ہوش رہے
واسطے جن کے گئے طور پہ موسیٰؑ صفدرؔ
وہ ہمارے[8] ہی ہمہ وقت باغوش رہے[9]

1۔ آنکھ مست بتوں کی صورت پر یا پیر کی صورت پر۔ 2۔ بے تعلق۔ 3۔ سرخ۔ 4۔ یعنی ابنار ہے۔ 5۔ اے محبوب۔
6۔ یعنی کسی مرد کو۔ 7۔ شرابی لوگ۔ 8۔ جمع ادبی۔ 9۔ یعنی ہم بغل وفی انفسکم افلا تبصرون۔

نہ ہوتی گر مئے وحدت تو مستانے کہاں جاتے
جو چھلکائے تھے ساقی نے وہ پیمانے کہاں جاتے
نہ ہوتا جلوہ گر معشوق[1] ازلی گر حسینوں پر
تو مارے ہجر کے عاشق خدا جانے کہاں جاتے
اُجالا[2] ہے اسی کے نور سے ہر معبد[3] عالم
وگرنہ کعبہ و مسجد یہ بت خانے کہاں جاتے
بتوں نے ہی سکھائے[4] ہیں قواعد[5] بُت پرستی کے
وگرنہ بت پرستوں کے یہ افسانے کہاں جاتے
اگر شیخ[6] و برہمن ایک سب کو دیکھتے صفدر
نہ رہتا فرق کوئی خویش[7] و بیگانے[8] کہاں جاتے

1۔خدا۔ 2۔روشن و بارونق۔ 3۔عبادت گاہ۔ 4۔انسانی صورتیں یعنی حسینان۔
5۔قانون۔ 6۔شیخ کعبہ۔ 7۔اپنے۔ 8۔پرائے

مجھے کھینچ لائی عدم[1] سے جو وہ ترے کرم کی نگاہ تھی
ترے نقشِ پا کی تلاش تھی یہی شوق تھا یہی چاہ[2] تھی
نہ وہاں ظہور[3] کا شور تھا نہ خیال نور و قصور[4] تھا
نہ بتوں کا حسن و جمال تھا نہ فغاں تھی لب پہ نہ آہ تھی
نہ حیات تھی نہ ممات تھی نہ تغیرات کی بات تھی
نہ قلندری کا مقام تھا نہ فقر کی سر پہ کُلاہ[5] تھی
یہاں آ کے تیرا نقاب جب اٹھا دیکھا تیرا جمال[6] سب
تجھے دیکھ کر نہ گرا ہوں میں تو یہ آپ ہی کی پناہ تھی
سرِ حشر سُن کے فرشتگاں[7] ہوئے مست اے صفدر حسین
بڑی پر مزہ بڑی پر نشہ مری داستان گناہ تھی

1۔عدم اضافی اعیان ثابتہ یعنی صور علمیہ۔ 2۔محبت۔ 3۔یعنی اعیان ثابتہ میں۔
4۔ٹوپی۔ 5۔سب مظاہر سے تو ہی نظر آیا۔ 6۔ملائکہ۔

اپنے ہی آپ کا لگا جس دم[1] پتا مجھے
پھر اپنی شکل پر نظر آیا خدا مجھے

زاہدا نظر نہ آئے تو آنکھوں کا کر علاج
آتا ہے حق[2] صُور[3] پہ نظر جابجا مجھے

میری نگاہ میں نہیں کچھ فرق و امتیاز
لگتا ہے اب نظر میں بُرا بھی بھلا مجھے

میرا مقام دوزخ و جنت سے ہے وراء[4]
دونوں کی کوئی بات نہ واعظ سنا مجھے

ساقی کی اک نگاہ کرم کا یہ فیض ہے
بے بادہ[5] مست کہتے ہیں سب آشنا مجھے

صفدرؔ حسین کی ہے یہی دل میں آرزو
اے عشق ہوں غبار بنا کیمیا مجھے

1۔من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔2۔یعنی خدا۔3۔جمع صورت۔4۔باہر۔5۔مذکر۔

بحمد اللہ کہ ہے ہر حال میں خورسندگی[1] میری
کہ دیکھی جزو میں کل بڑھ گئی رخشندگی[2] میری

نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا جہاں میرا ٹھکانہ ہے
خوشا قسمت[3] کہاں تک لے اڑی ہے آگہی میری

سعادت کے فرشتے میرے سر پر سایہ گستر ہیں
تعال اللہ کچھ ایسی شان سے ہے زندگی میری

مرے دل پر ہمیشہ مخفی اسراروں کی ہے بارش
کہ میں بحرِ حقیقت ہوں نہ دیکھو سادگی میری

خیالِ مرگ سے آگاہ کرتا ہے مجھے واعظ
مگر اس مرگ سے ہرگز نہیں پژمردگی[4] میری

نہ پوچھو کچھ نہ پوچھو ہم نشینوں کون ہے صفدرؔ
خدا اپنی خودی[5] کا ہوں یہی ہے بندگی میری

1۔خوشی۔2۔چمک مراد بصیرت۔3۔الف برائے کثرت بہت خوش۔4۔مرجھانا کملانا۔
5۔من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔یہ خودی رحمانی ہے تکبر خودی شیطانی ہے۔

اگر تو نے مجھ کو رکھا وقف[1] ساحل تو امواج و دریا بھنور کس لیے ہے
مقدر میں میرے اگر آشیاں[2] ہے تو پرواز سیر و سفر کس لیے ہے
نشاط[3] دو عالم کی ہے یہ حقیقت مرے سامنے تو رہے جلوہ فرما
اگر مجھ سے روپوش رہنا تھا تجھ کو دیا مجھ کو ذوقِ نظر کس لیے ہے
بُتوں کی صُوَر[4] میں ستائے چلا جا ستم پہ ستم مُجھ پہ ڈھائے چلا جا
نگاہوں کے ناوک[5] چلائے چلا جا یہ ناچیز قلب و جگر کس لیے ہے
تجھے پیر کامل کی صورت میں دیکھا تو بوسہ دیا میں نے پاؤں پہ تیرے
حوالے نہ کر مجھ کو دیر و حرم کے مری جاں ترا سنگِ در کس لیے ہے
تجھے جلوہ گر دیکھ کر ہر ادا میں دل و جان صفدرؔ فدا کر چکا ہے
یہی فتنہ فتنۂ ہے محشر کا جبکہ حشر کس لیے ہے نشر کس لیے ہے

1۔ٹھہرنا، کھڑا ہونا۔ 2۔مقید ہونا۔ 3۔خوشی۔ 4۔انسانی صورتیں ۱۲ جمع صورت۔ 5۔تیر۔

مستانہ پن ازل سے مری زندگی میں ہے
دیوانہ پن نہاں مری فرزانگی[1] میں ہے
نامحرموں سے راز خدا ہے چھپا ہوا
اس کی ہی آگہی مری خود آگہی[2] میں ہے
میں عشق بھی ہوں حُسن بھی دونوں ہیں میرے نام
ناز و نیاز بھی مری ہمسائیگی میں ہے
زاہد تری نماز نہیں با حُضورِ دل
لیکن حضور دل کا مری بندگی میں ہے
صفدرؔ کی سادگی کو تو اے[3] بے خبر نہ دیکھ
کون و مکاں کا راز مری سادگی میں ہے

1۔دانائی میں۔ 2۔من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ 3۔اے مخاطب۔

گر تری نظر پلاتی ہے پلا دے ساقی[1]
بے پیئے بادہ[2] مجھے مست بنا دے ساقی
پینے والے تو یہاں خاص بھی ہیں عام بھی ہیں
آج محفل میں مئے فیض بہا دے ساقی
بھول جاؤں غم دُنیا و خیال عقبیٰ
ہے یہ احسان کہ دونوں سے چھڑوا دے ساقی
مجھ کو آغاز کی انجام کی پروا نہ رہے
اس کشاکش[3] کو مرے دل سے مٹا دے ساقی
دیر و کعبہ میں وہی ایک نظر آئے مجھے
میری نظروں سے حجابات اُٹھا دے ساقی
تجھ سے اتنی ہی تمنا ہے ترے صفدرؔ کو
مجھ کو تو اپنی حقیقت سے مِلا دے ساقی[4]

1۔مراد پیر طریقت۔2۔مذکر۔3۔کھینچا تانی۔4۔مرشد۔

کہیں عقل و فکر نہ جل اٹھیں مری آہ سینہ فگار[1] سے
کہ پناہ مانگی ہے جسم نے مرے سوزِ دل کی شرار[2] سے
نہ یہاں کا غم نہ وہاں کا غم مرے واسطے ہیں یہ بیہودہ
مری زندگی ہے وہ زندگی جسے اُنس[3] ہے غم یار سے
جو حجاب حدِ نظر کا تھا اسی یار نے وہ اٹھا دیا
وہی یار جلوہ نما یہاں نظر آیا رنگِ بہار[4] سے
جو فسادِ وہم و گماں کا تھا کہیں اس کا پھر نہ پتا ملا
تو یقین نے مجھے یہ کہا اسے دیکھ نقش و نگار[5] سے
نہ پلاؤ صفدرؔ کو یہ مے ارے میکشو یہ[6] حرام ہے
میں شرابِ عشق سے مست ہوں نہ حرام مے کے خمار[7] سے

1۔زخمی۔2۔چلنے۔جمع چنگاریاں مونث۔3۔محبت۔4۔حسن ظاہر قرآن۔
5۔یعنی شکل و صورت سے۔6۔شرابیو۔7۔نشہ سے۔

خدا جانے بتوں سے[1] کیوں محبت ہوتی جاتی ہے
مرے دل پر بتوں کی کیوں حکومت ہوتی جاتی ہے
بتوں کا چہرہ ہی مصحف[2] سمجھ کر جب سے دیکھا ہے
کثافت مٹتی جاتی ہے لطافت ہوتی جاتی ہے
بتوں کے روپ میں دیکھا خدا کو جلوہ گر میں نے
مجھے اب لن ترانی سے فراغت ہوتی جاتی ہے
بتوں[3] کے آگے سر کرنا خمیدہ[4] ہے روا یارو
کہ جتنا سر جھکاتا ہوں عبادت ہوتی جاتی ہے
بتوں کا جسم و دل میں جب تصور پک گیا صفدر
تو دیکھا ان کی صورت میری صورت ہوتی جاتی ہے

1۔انسانی صورتوں سے۔2۔قرآن۔3۔انسانی صورتیں۔4۔ٹیڑھا۔

ابتدا بھی عشق ہے لا انتہا بھی عشق ہے
باعث[1] ہر دوسرا[2] ارض و سما بھی عشق ہے
جلوہ گر روئے زمیں پر ہو گیا مہتاب عشق
حسن کی ہر کرن بھی نازو ادا بھی عشق ہے
عشق ہی سے ہے یہ رنگا رنگ باغوں کی بہار
غنچہ و گل تازگی آب و ہوا بھی عشق ہے
عشق کی وحدت سے کثرت ہو گئی ظاہر یہاں
صورتِ کُل انبیا و اولیاء بھی عشق ہے
گرچہ راہِ عشق میں حائل ہیں لاکھوں مشکلات
غم نہ کر اے رہرو مُشکل کشاں بھی عشق ہے
عشق کو سمجھا ہے صفدر بو الہوس کار ہوس
پیرِ کامل مصطفےٰ و کبریا بھی عشق ہے

1۔سبب۔2۔دو جہاں

اللہ ہی حسینوں میں تڑپانے چلے آئے[1]
گلزارِ محبت کو مہکانے چلے آئے
اس حُسن کی دعوت میں اک رنگ عجب دیکھا
فرزانے چلے آئے دیوانے چلے آئے
اس ساقیِ مستاں کے بس ایک اشارے پر
ہاتھوں میں لیے ساغر مستانے چلے آئے
آنکھوں سے پلا دی جب حاجت نہ رہی مے کی
سب توڑ کے محفل میں پیمانے چلے آئے
جب شیخ[2] ہوئے واقف رندوں کی حقیقت سے
در چھوڑ کے کعبے کا میخانے[3] چلے آئے
جب زاہدِ مسجد کے کوئی ہاتھ نہ شے آئی
مسجد سے وہ اے صفدرؔ بُت خانے[4] چلے آئے

1۔ جمع ادبی جیسے حُسن۔ 2۔ یعنی شیخ کعبہ۔ 3۔ یعنی میخانہ عشق حقیقی۔ 4۔ مراد بتخانہ ظہور

حق تعالیٰ ہی مرا موَدود[1] ہے
جس سے جان و دل مرا خوشنود ہے
سورہ اخلاص پڑھ کر دیکھ لو
وہ نہ والد ہے نہ وہ مولُود ہے
حمد[2] اپنی آپ کرتا ہے سدا
آپ حامد آپ ہی محمود ہے
شکلِ عابد میں وہ پڑھتا ہے نماز
آپ ساجد آپ ہی مسجُود ہے
غیرِ حق دل سے مٹا اے جانِ من[3] غیر اُس کا ازل سے نابود[4] ہے
عرش پر صفدرؔ مقید[5] رب نہیں ہے وہ مطلق جابجا[6] موجُود ہے

1۔ پیارا دوست، خیر خواہ الفت۔ 2۔ حدیث شریف لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک: ترجمہ: اے خدا شمار اور احاطہ نہیں کر سکتا ہوں میں تعریف کو اوپر تیرے جیسا تو نے تعریف کی ہے آپ اپنی ذات پر۔ 2۔ اے عزیز مخاطب۔
3۔ نیست نابود بے وجود۔ 4۔ قید کیا ہوا۔ 5۔ یعنی آزاد ہے قید۔ 12 ہر جگہ

کبھی حرم کا وہ چراغ[1] ہے کبھی شمع در بُت خانہ ہے
کبھی رونق[2] ہر بزم ہے کبھی زینتِ[3] ہر خانہ ہے
ہر شان میں ہر صفت میں ہر اسم میں وہ ہے عیاں
کبھی عاشقِ جانباز ہے کبھی صورتِ جانانہ[4] ہے
کبھی مہوشوں[5] کا وہ حسن ہے کبھی ہر ادا ہے وُہ حُسن کی
کبھی تو وہ زُلف دراز ہے کبھی نرگس[6] مستانہ ہے
کبھی ساقی و میخانہ ہے کبھی بادہ ہے کبھی بادہ[7] کش
کبھی خم کے خم[8] پیتا ہے وہ کبھی دَور میں پیمانہ ہے
ہر آدمی کے لباس میں صفدرؔ ہے حق جلوہ نما
کبھی صورت دیوانہ ہے کبھی صورتِ فرزانہ[9] ہے

1۔ یعنی وہ خدا۔ 2۔ سجاوٹ۔ 3۔ آرائش۔ 4۔ یعنی معشوق۔ 5۔ یعنی حسینوں کا۔
6۔ آنکھ۔ 7۔ شرابی۔ 8۔ کئی خُم۔ 9۔ دانا عقل مند ۱۲۔

اک تاب[1] جس کے نُور کی شمس و قمر میں ہے
چرچا[2] اسی کی ذات کا ہر ایک گھر میں ہے
جس کا کوئی نشان نہیں تھا کہ ہے کہاں
اب تو اسی کا شور و غل ہر رہگذر[3] میں ہے
میں ڈھونڈتا رہا جسے صحرا میں آج تک
اے ہم نشیں وہ یار بُتوں کی صُوَر[4] میں ہے
پردہ دوئی کا جس گھڑی آنکھوں سے اٹھ گیا
گبر[5] و مسلماں ایک ہی میری نظر میں ہے
کیا کیا ادا کروں میں شکر اُس کریم کا
یکساں وہ میرے ساتھ حضر[6] میں سفر میں ہے
صفدرؔ ہمیشہ یاد ہے رندوں کی مجھ کو بات[7]
ان سے سنا کہ دولتِ ایماں کفر میں ہے[8]

1۔ چمک۔ 2۔ ذکر۔ 3۔ وہ مونث ہے اور رہگذر بمعنی راستہ مذکر ہے۔ 4۔ صور جمع صورت واحد۔
5۔ آتش پرست۔ 6۔ گھر اور شہر۔ 7۔ رند بمعنی بظاہر قابل ملامت اور بباطن اچھے۔
8۔ کفر بمعنی اہل تصوف کی اصطلاح میں اپنی موہومہ ہستی کو خدا کی ہستی میں گم کر دینا ۱۲۔

نیاز کو بے نیاز[1] کیا جانے
ناز کا ناز[2] ناز کیا جانے
معرفت کا نہیں ہے علم جسے
احد و احمدؐ کا راز کیا جانے
بت پرستی میں حق پرستی ہے
بے خبر پاکباز کیا جانے
جو نہیں ہے مجاز سے واقف
وہ حقیقت کا راز کیا جانے
عشق کی جو نماز پڑھتا ہے
زاہدوں کی نماز کیا جانے
عمر پستی[3] میں جس کی گزر گئی
وہ مقامِ فراز[4] کیا جانے
راہ دیکھی نہیں کبھی جس نے
راہ منزل دراز کیا جانے
جس نے دیکھا ہے ایک کو صفدرؔ
جفت کا امتیاز[5] کیا جانے

1۔ عاجزی و احتیاجی کو ۱۲۔ بے پرواہ حاجت سے بالاتر ۔ 2۔ جو ناز کا بھی ناز ہو ۱۲۔
3۔ کمینہ پن ہیں ۱۲۔ 4۔ بلندی کا مقام ۔ 5۔ دو کا فرق ۱۲۔

دل کو کعبہ بنا لیا میں نے
اس میں تجھ[1] کو بسا لیا میں نے
ساری دنیا سے پھیر کر آنکھیں
یار تجھ کو بنا لیا میں نے
محرمِ راز جو نہیں اُن سے
راز تیرا چھپا لیا میں نے
ہو کے آزاد اپنی ہستی سے
تجھ کو تجھ سے ہی پا لیا میں نے
رب کو مرشد کی شکل پر صفدرؔ
دیکھ کر سر جھکا لیا میں نے

1۔ اے خدا ۱۲۔

یا اللہ
جل جلالہ

یا محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یا غوث الاعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۸۶

شجرہ شریف

وحدت نامہ ذاتیہ

"نگران"

سید سلامت علی شاہ نقوی قادری
ساکن چک نمبر ۲۳۷ ر۔ب تحصیل و ضلع فیصل آباد

وہ بے رنگ ہر رنگ میں مُشتہر[1] ہے
اسے دیکھتا ہے جو صاحب[2] نظر ہے
پڑھو کُلَّ یَوم کو قرآں میں یارو
وہ ہر دن نئی شان میں جلوہ گر ہے
کہیں ہے شہنشہ کی شکل میں وہ
کہیں ہاتھ میں کاسۂ[3] دریوزہ گر[4] ہے
کہیں بن کے سرمدؒ کٹایا[5] ہے سر کو
کہیں شکلِ منصورؒ میں دار[6] پر ہے
ہویدا[8] ہے صفدر وہ حق[8] صورتوں پر
کہیں ہنس رہا ہے کہیں چشمِ تر[9] ہے

1۔ شہرت یافتہ۔ 2۔ عارف۔ 3۔ پیالہ۔ 4۔ یعنی گداگر۔ 5۔ ایک مجذوب فقیر کا نام ہے۔
6۔ سولی۔ 7۔ ظاہر۔ 8۔ خدا۔ 9۔ آنسو بھری آنکھ یعنی رو رہا ہے۔